

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

0168,1x1 7914
NA
Khwaja Kamruddin
Ahmad
Deevane galib.

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

0168,1ॠ1
NA
7914

SHRI JAGADGURU VISHWARADHYA JNANAMANDIR
(LIBRARY)
JANGAMAWADIMATH, VARANASI

Please return this volume on or before the date last stamped
Overdue volume will be charged 1/- per day



| | | |
|---|---|---|
| | | |
| | | |
| | | |
| | | |
| | | |
| | | |
| | | |
| | | |
| | | |
| | | |
| | | |
| | | |
| | | |
| | | |
| | | |

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

0168,1x1 7914
NA
Khwaja Kamruddin
Ahmad
Deevane galib.

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

# دیوان غالب



شبیہ مرزا اسد اللہ خاں غالب دہلوی مرحوم

مع

## مختصر حالات، تبصرہ و تنقید

از خواجہ قمر الدین احمد

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

# دیوان غالبؔ

مع

## مختصر حالات تبصرہ و تنقید

از

خواجہ قمر الدین احمد صاحب سلمہٗ منیجر مطبع و ممبر "مسلم اکاڈمی"

باہتمام حاجی حافظ خواجہ قطب الدین احمد پروپرائٹر

نامی پریس لکھنؤ میں چھپا

بار سیزدہم — بجملہ حقوق مختصر حالات تبصرہ و تنقید محفوظ ہیں — نومبر سنہ ۱۹۳۰ء

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

SRI JAGADGURU VISHWARA...
JNANA SIMHASAN JNANAMA...
LIBRARY
Jangamawadi Math, Varanasi
Acc. No. 7914



0168, 1x1
NA

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

# مرزا غالب کے حالات

اسد اللہ خاں نام تھا، نجم الدولہ، دبیر الملک، نظام جنگ خطابات تھے جو بہادر شاہ کا عطیہ تھے تخلص پہلے اسد تھا، پھر اسکو چھوڑ کر غالب اختیار کیا،

خاندانی حالات مشہور ہیں، ایک خط میں خود اپنے قلم سے لکھتے ہیں:-

"قوم کا ترک سلجوقی ہوں، دادا میرا ماوراء النہر سے شاہ عالم کے وقت میں ہندوستان میں آیا سلطنت ضعیف ہوگئی تھی صرف پچاس گھوڑے نقارہ و نشان سے شاہ عالم کا نوکر ہوا ایک پرگنہ سیر حاصل ذات کی تنخواہ اور رسالہ میں پایا، بعد انتقال اسکے جو طوائف الملوکی کا ہنگامہ گرم تھا وہ علاقہ نہ رہا۔ باپ میرا عبد اللہ بیگ خاں بہادر۔ لکھنؤ جاکر نواب آصف الدولہ کا نوکر رہا۔ بعد چند روز حیدرآباد جاکر نواب نظام علی خاں کا نوکر ہوا۔ تین سو سوار کی جمعیت سے ملازم رہا۔ کئی برس وہاں رہا وہ نوکری ایک خانہ جنگی کے کھیڑے میں جاتی رہی والد نے الور کا قصد کیا اور راجہ بختاور سنگھ کا نوکر ہوا کسی لڑائی میں مارا گیا۔

ے بعض احباب کی تحریک پر دیوان کی طباعت کے زمانہ میں خاکسار نے یہ مضمون لکھا اور مسلم اکاڈیمی لکھنؤ کے جلسہ منعقدہ ۱۸ دسمبر ۱۹۲۵ء میں پیش کیا۔ جسم الدین احمد

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

نصراللہ بیگ خاں میرا حقیقی چچا مرہٹوں کی طرف سے اکبر آباد کا صوبہ دار تھا،
اسنے مجھے پالا۔ اٹھارہ سو تین عیسوی میں جنرل لیک صاحب کا عمل ہو۔ صوبیداری
کمشنری ہو گئی اور صاحب کمشنر بہادر آئے۔ انگریز مقرر ہوا۔ میرے چچا کو جنرل
لیک صاحب نے سواروں کی بھرتی کا حکم دیا۔ چار سو سوار کا بریگیڈیر ہوا۔ ایک
ہزار سات سو روپیہ ذات کا اور لاکھ ڈیڑھ لاکھ روپیہ سال کی جاگیر،
حین حیات علاوہ سال بھر مرزبانی کے تھی کہ بمرگ ناگاہ مر گیا۔ رسالہ برطرف
ہو گیا۔ ملک کے عوض نقدی مقرر ہو گئی وہ اب تک پاتا ہوں۔ پانچ
برس کا تھا جو باپ مر گیا، آٹھ برس کا تھا جو چچا مر گیا۔ اٹھارہ سو تیس
عیسوی میں کلکتہ گیا نواب گورنر جنرل سے ملنے کی درخواست کی دفتر
دیکھا گیا میری ریاست کا حال معلوم کیا گیا ملازمت ہوئی سات پارچہ اور
جیغہ سرپیچ مالائے مروارید یہ تین رقم کا خلعت ملا۔ اس بعد جب دلی
میں دربار ہوا مجھ کو بھی خلعت ملتا رہا، بعد غدر بجرم مصاحبت بہادر شاہ دربار
و خلعت دونوں بند ہو گئے۔ میری بریت کی درخواست گذری،
تحقیقات ہوتی رہی تین برس بعد پنڈ چھٹا اب خلعت معمولی ملا،
غرضکہ یہ خلعت ریاست کا ہے بعوض خدمت نہیں انعامی نہیں"۔

مرزا نہایت حسین اور خوبصورت تھے۔ آخر میں افکار و مصائب اور تقاضائے سن
سے بہت کچھ تغیر رونما ہو گیا تھا مگر رنگ روپ اور ناک و نقشہ مرتے دم تک قائم رہا۔
حسن ظاہر کے ساتھ خوبی صفات میں فرد زمانہ تھے، راستگوئی، بذلہ سنجی، سلامت روی،
آزاد مزاجی، بے تعصبی، خوش طبعی، بلند ہمتی غیرت و خودداری کے پیکر مجسم تھے۔ اور ان
اوصاف کی مثالیں ان کی لائف میں شمار سے زائد ہیں۔
یہ عجیب بات ہے کہ مرزا کا ایسا باکمال شخص جس نے اُردو کی شاعری کو اپنی

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

نازک خیالیوں سے ساتویں آسمان پر پہونچا دیا شاعری کے فن میں کسی کا شاگرد نہ تھا، لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ فطرت سے ایسی موزوں طبیعت لیکر آئے تھے جسکو استاد کی احتیاج نہ تھی۔ عبد الصمد ایرانی سے فارسی علم ادب کی تحصیل ضرور کی مگر شاعری میں ان کی شاگردی پایۂ ثبوت کو نہیں پہونچتی۔ مرزا کے تلامذہ میں شمس العلما خواجہ الطاف حسین حالی۔ مرزا قربان علی بیگ سالک۔ میر مہدی حسین مجروح۔ منشی ہرگوپال تفتہ۔ نواب ضیاء الدین خاں زیادہ نامور ہوئے۔ اُن کے علاوہ اور بھی شعراء ہیں جنکو مرزا کی شاگردی کا فخر حاصل ہوا اور شاعری کے آسمان پر تارے بنکر چمکے۔ مرزا کے کوئی اولاد نہ تھی۔ مرزا زین العابدین خاں عارف سے اولاد کی طرح محبت کرتے تھے عین جوانی کے عالم میں انکا انتقال ہوگیا اسپر جو دردناک مرثیہ مرزا نے لکھا اسکو پڑھکر پتھر کا کلیجہ موم ہوتا ہے ؎

ہاں اے فلک پیر جواں تھا ابھی عارف　　　کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور

مرزا دنیا کی طرف سے بہت بد نصیب تھے۔ خاندانی مصائب کا کچھ بیان اوپر گذر چکا ہے، عزیزوں کے جور وستم پر کہتے ہیں ؎

گرد ہم شرح ستمہائے عزیزاں غالبؔ　　　رسم امید ہمانا ز جہاں برخیزد

اُنکی آنکھوں نے زمانہ کا وہ انقلاب دیکھا کہ خدا دشمن کو بھی نہ دکھائے اوائل عمر میں بزرگوں کا سایہ سر سے اُٹھ جانا سلطنت مغلیہ کا نام ونشان مٹنا دہلی کی تباہی دوستوں کی جدائی اور بربادی، ابنائے زمانہ کا بغض وحسد، کمال کی بیقدری ان تمام مصائب وآلام میں جوانی تو بسر ہوگئی۔ جب سن زیادہ آیا تو قوی کا ضعف اور اضمحلال اسدرجہ پر پہونچگیا تھا کہ رات دن مرنے کی تمنا کرتے تھے خطوط میں موت کا طالب غالب، مرگ ناگہاں کا طالب غالب لکھتے تھے اور ایک شعر میں کہتے ہیں ؎

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام　　　ایک مرگ ناگہانی اور ہے

آخر وہ وقت بھی آ پہونچا جسکی آرزو میں مرتے تھے۔ تہتر برس کی عمر میں ۱۵ فروری ۱۸۶۹ء

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

کو انتقال کیا اور حضرت نظام الدینؒ کی درگاہ میں دفن ہوئے۔

مرزا کی یادگار اُردو تصانیف حسب ذیل ہیں:۔

دیوان غالب۔

مرزا کا دیوان پہلے ضخیم تھا بعض احباب کی رائے سے اسمیں انتخاب کیا گیا اور اب ہمارے ہاتھوں میں جو ہے وہ ان کے دیوان کا انتخاب ہے

اردوئے معلّےٰ۔

یہ مرزا کے خطوط کا مجموعہ ہے جو انکے شاگردوں نے ترتیب دیا، یہ وہ زمانہ تھا کہ خطوط میں تکلّف اور عبارت آرائی کا عام دستور تھا اور وہ بجائے خود چیستیاں ہوتے تھے مرزا نے اس طرز کو چھوڑ کر نیا راستہ نکالا، اُن کے جس خط کو اُٹھا کر پڑھیئے یہ معلوم ہوتا ہے کہ غائب سے نہیں بلکہ حاضر سے خطاب کر رہے ہیں اور بے تکلفی سے دو بدو باتیں کر رہے ہیں خطوط کی زبان اسقدر سلیس اور شستہ ہے جسکا جواب ممکن نہیں اور یہ وہ اردوئے معلےٰ ہے جو قدرتی طور سے مرزا کے حصہ میں آئی تھی اور جس پر شرفائے دہلی کو ناز تھا، خط نویسی کے جس طرز کی اُنھوں نے بنا ڈالی وہ اہل زبان میں مقبول ہوا اور ان کے بعد عام طور سے اس کی تقلید جاری ہے۔

یہ بظاہر چند خطوط کا مجموعہ ہے لیکن درحقیقت دہلی کی مایۂ فخر و ناز اردوئے معلےٰ اور اس زمانے کے شرفا کی بول چال کا سب سے بہتر نمونہ ہے جو ہمارے سامنے ہے

عود ہندی۔

لطائف غیبی۔

تیغ تیز۔

برہان ساطع۔

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

# مرزا غالب کی شاعری

یہ مشہور مثل ہے کہ ,, انسان کی قدر اسکے مرنیکے بعد ہوتی ہے " لیکن ہمارے قدر ناشناس ملک میں مرنے کے بعد بھی اہل کمال کی قدر نہیں ہوتی، مرزا غالب اگر خوش قسمت کہے جا سکتے ہیں تو صرف اس لحاظ سے کہ مرنیکے بعد زمانہ نے انکی شاعری کی جتنی قدر کی ہے وہ میر کے سوا اردو میں کسی شاعر کو نصیب نہیں ہوئی۔

حقیقت یہ ہے کہ غالب کو جو قدر و منزلت حاصل ہوئی وہ بیجا نہیں معنی آفرینی اور نازک خیالی کے وہ بادشاہ تھے دران دونوں وصفوں میں کوئی انکا ہمسر نہ ہوا۔ انھوں نے جدت اور حسن و خوبی کے ساتھ فارسی تراکیب اور بندشوں کو اردو میں کھپایا اور انکی مدد سے وہ مضامین عالیہ اور خیالات بلند ادا کئے جنسے ہماری زبان محض ناآشنا تھی وہ فطرت انسانی سے ہر طرح واقف تھے اور جذبات کے اظہار پر بھی پوری قدرت رکھتے تھے۔

مرزا فارسی کے عاشق تھے اور اسکا طبعی مذاق رکھتے تھے اور درحقیقت انکی شاعری کا مایہ ناز حصہ فارسی میں ہے لیکن چونکہ ملکی زبان اردو تھی اور ملکی حالات کے لحاظ سے اسمیں شاعری کرنی ضروری تھی اس مجبوری سے انھوں نے اردو کی طرف توجہ کی لیکن فارسی میں اسقدر غلو تھا کہ شروع میں اردو کی جو غزلیں کہیں ان میں غیر مانوس فارسی الفاظ و تراکیب کی اتنی بھرمار کردی کہ انپر ریختہ کے بجائے فارسی غزلوں کا دھوکہ ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ہم چند اشعار نقل کرتے ہیں۔

شمار سبحہ مرغوب بت مشکل پسند آیا
تماشائے بیک بردن صد دل پسند آیا

ہوائے سیر گل آئینہ بے مہری قاتل
کہ انداز بخوں غلطیدن بسمل پسند آیا

رنگ شگفتہ صبح بہار نظارہ ہے
یہ وقت ہے شگفتن گلہائے راز کا

شب خمار شوق ساقی رستخیز اندازہ تھا
تا محیط بادہ صورت خانہ خمیازہ تھا

صفائے حیرت آئینہ ہے سامان زنگ آخر
تغیر آب برجا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

غنچہ ناشگفتہ را برگ عافیت معلوم | باوجود دلجمعی خواب گل پریشاں تھا
کلفت افسردگی کو عیش بیتابی حرام | ورنہ دنداں در دل افشردن بنائے خندہ ہے
تا کجا اے آگہی رنگ تماشا باختن | چشم واگردیدہ آغوش وداع جلوہ ہے
شبنم بگل لالہ نہ خالی ز ادا ہے | داغ دل بیدرد نظر گاہ حیا ہے
طوفان گاہ جوش اضطراب شام تنہائی | شعاع آفتاب صبح محشر تار بستر ہے

ایک زبان کے مصادر کا دوسری زبان میں استعمال کسی طرح جائز نہیں ہو سکتا مگر مرزا نے غضب یہ کیا کہ فارسی کے مصادر تک اُردو کے کام میں صرف کر دیئے۔

یہ فراط و غلو یقیناً اُردو کے ساتھ بڑی بے انصافی تھی اور اُسپر خود غالب کے زمانہ میں نکتہ چینی کی جاتی تھی غنیمت یہ ہے کہ اتنا غلو ان کے بعد اوروں کو نہ ہوا ورنہ زبان کے لحاظ سے اُردو شاعری کی مٹی خراب کر دیتے۔ خود مرحوم نے آگے چلکر اپنا رنگ بدلا ہے اور اُنکا آخر عمر کا کلام بہت صاف اور سلیس اُردو میں ہے اگرچہ اسمیں بھی پچھلے رنگ کی جھلک نظر آجاتی ہے مثلاً۔

کوئی دن گر زندگانی اور ہے | اپنے جی میں ہم نے ٹھانی اور ہے
دے کے خط منہ دیکھتا ہے نامہ بر | کچھ تو پیغام زبانی اور ہے
آتش دوزخ میں یہ گرمی کہاں | سوز غمہائے نہانی اور ہے
دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے | آخر اس درد کی دوا کیا ہے
ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار | یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے
یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں | غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے
شکن زلف عنبریں کیوں ہے | نگہ چشم سرمہ سا کیا ہے

مرزا کے دیوان میں ایسی مثالیں بھی ملتی ہیں جہاں اُردو محاورات کو دانستہ ترک کر کے فارسی محاورات کو اُنھوں نے جگہ دی ہے۔ مثلاً ؎

قاتل کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ مارئے | اسکی خطا نہیں تھی یہ میرا قصور تھا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

"یہ قاتل را گردن مزن" کی جگہ اُردو میں یہ محاورے کے خلاف ہے قاتل کی گردن نہ ماریے بولینگے،
اصل یہ ہے کہ مرزا کو فارسیت کے ذوق اور معنی آفرینی کے شوق میں اُردو زبان اور محاورہ کا خیال زیادہ نہ تھا ورنہ کس کی زبان ہے کہ انکی اردو دانی اور محاورہ شناسی پر حرف لا سکے۔

مرزا غالب کا مذاق شاعری بلاشبہ بہت بلند تھا اور سنجیدگی و متانت کو اُنھوں نے بہت کم ہاتھ سے دیا ہے لیکن سوسائٹی کی بدمذاقی کے اثر سے لاکھ بچنے پر بھی وہ نہ بچ سکے۔
ملاحظہ ہوں یہ اشعار ؎

کافی ہے نشانی تری چھلے کا نہ دینا
خالی مجھے دکھلا کے بوقت سفر انگشت

ہم سے کھل جاؤ بوقت مے پرستی ایک دن
ورنہ ہم چھیڑینگے رکھ کر عذر مستی ایک دن

دھول دھپا اس سراپا ناز کا شیوہ نہ تھا
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیشدستی ایک دن

غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں
بوسہ کو پوچھتا ہوں میں منھ سے مجھے بتا کہ یوں

دھوتا ہوں جب میں پینے کو اس سیمتن کے پاؤں
رکھتا ہے ضد سے کھینچ کے باہر لگن کے پاؤں

شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ ہو کہیں
دُکھتے ہیں آج اُس بتِ نازک بدن کے پاؤں

بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ
دل میں کہتے ہیں کہ ہاتھ آئے تو مال اچھا ہے

صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو
دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کیے

گر لکھوائے کوئی انکو خط تو ہم سے لکھوائے
ہوئی صبح اور رکھ کر کان پر اپنے قلم نکلے

درد سے میری ہی تجھ کو بیقراری ہائے ہائے
کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری ہائے ہائے

آخری شعر جس غزل کا مطلع ہے اسمیں ۱۰ شعر ہیں اور سب میں یہی "ہائے ہائے" کا رونا ہے جو بہت ناگوار معلوم ہوتا ہے۔

حسرت موہانی صاحب نے دیوان غالب کی شرح میں تحریر فرمایا ہے:۔

"عامیانہ مذاق اور مبتذل بازاری الفاظ سے مرزا کا کلام بالکل پاک ہے۔
آگے چلکر اس دعوے کو کچھ سوچ سمجھ کر بدلا ہے اور حیثیت مجموعی کی قید لگائی ہے۔ لیکن معلوم

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

نہیں کہ اس قید کے بعد غالب کی خصوصیت کیا رہجاتی ہے۔ شعراء دہلی اور لکھنؤ میں بہت سے شعرا ایسے ملیں گے جنکے کلام کا دامن بحیثیت مجموعی ان عیوب سے پاک ہو اور "بہر بالکل پاک ہو" کے ساتھ "بحیثیت مجموعی" کی قید کہاں تک زیب دیتی ہو۔

اسی ذیل میں موہانی صاحب نے لکھنؤ والوں پر دست ستم دراز کیا ہے اور تحریر فرماتے ہیں

"مرزا کی شاعری عاشقانہ ضرور ہو لیکن انھوں نے عشق کے معنی بوالہوسی نہیں لئے ہیں اور اسی لئے ان کے خیالات میں دنائت اور پستی کے بجائے متانت اور سنجیدگی کی ایسی شان پائی جاتی ہے جس کی مثال شعرائے لکھنؤ کے کلام میں ناپید ہے"

حسرت صاحب نے ہمیں یہ نہ بتایا کہ مرزا صاحب نے عشق کے کیا معنی لئے ہیں اور اگر بوالہوسی کے نہیں لئے ہیں تو دھول دھپا چھیڑ چھاڑ معشوق کا انگوٹھا دکھانا اسکا ہرجائی پن اور سفلہ مزاجی، بوسہ طلبی یہ باتیں کیسی؟ اور اگر ان کو الشاذ کالمعدوم میں شامل کیجئے گا تو اسکا کیا ثبوت ہو کہ دوسرے شعرا نے ہمیشہ عشق کو بوالہوسی سمجھا ہو اور شائستگی کی مثال ناپید ہو حسرت صاحب سے نہایت بعید معلوم ہوتا ہو اور صاف نظر آتا ہے کہ انھوں نے غالب کے دیوان کو سامنے رکھ کر تمام شعرائے لکھنؤ کی طرف سے آنکھیں بند کرلیں مضمون بہت طویل ہوجائیگا۔ ورنہ ہم اسپر وضاحت کے ساتھ لکھتے۔ ہم صرف چند مثالوں کے پیش کرنے پر اکتفا کرتے ہیں تاکہ معلوم ہوجائے کہ متانت اور سنجیدگی شعرائے لکھنؤ کے کلام میں ناپید نہیں ہو۔

ناسخ۔

عیاں ہے ہر حباب بحر سے کیفیت دنیا — برائے چشم بینا ہیں ہزاروں جام جم پیدا
تو نے آنکھیں پھیر لیں یاں کام آخر ہوگیا — طائر جاں پائے بند رشتۂ نظارہ تھا
بشیتر نشۂ ایجاد سے بیہوش ہوں میں — خم گردوں بھی نہ تھا جبسے کہ مدہوش ہوں میں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

ناز ہے خنجر قاتل نہیں ہوتا عریاں
ہوس قتل میں مدت سے کفن پوش ہوں میں

نہیں ممکن خم گردوں میں ٹھہرنا میرا
مستی عشق سے دوبارہ سر جوش ہوں میں

سر بکف پھرتا ہوں لیکن کوئی قاتل نہیں
گردن خم گشتہ شاید تیغ کے قابل نہیں

مرتبہ کم حرص رغبت سے ہمارا ہو گیا
آفتاب اتنا ہوا اونچا کہ تارا ہو گیا

آج کیا انداز بسمل اضطراب دل میں ہے
پنجۂ شمشیر شاید پنجۂ قاتل میں ہے

## آتش:-

حباب آسا میں دم بھرتا ہوں تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا

ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا
سنبھل سکتا نہیں اب بوجھ سر سے اپنی گردن کا

تصور ہر نفس ہے پیش چشم اس روئے روشن کا
نگہباں برق کو میں نے کیا ہے اپنے خرمن کا

## خواجہ وزیر:-

یہ مجھ کو شیوۂ افتادگی پسند ہوا
غبار بھی نہ صبا سے مرا بلند ہوا

فروتنی سے نہ دست دعا بلند ہوا
دعا بھی سجدہ میں کی عجز یہ پسند ہوا

کمال عشق میں راحت ہے وہ جو رنج ہوتا ہے
نہیں ہے زخم گردن پر یہ ہے احسان قاتل کا

گلا کاٹوں میں اپنے ہاتھ سے بے منت قاتل
مرے ناخن سے حل ہو جائے عقدہ میری مشکل کا

ہوا کیا دل میں خون آرزو آج
کہ خوں آلودہ ہے اشک تر آج

جو کچھ ہونا ہے فردائے قیامت
دکھا دے دو قدم بس چل کے تو آج

بتوں کو امتحاں اپنا ہے منظور
خدا رکھے ہماری آبرو آج

ہے عرش آستانۂ دولت سرائے دل
اللہ رے رتبۂ حرم کبریائے دل

جز یاد دوست غیر کا خطرہ نہ آسکا
وسعت شناس تجھ پہ ہوا تنگنائے دل

رسوائی کا بھی چاہیے وحشت میں کچھ خیال
دامن جو چاک ہو تو گریباں پھٹا نہ ہو

مر مر گئی بلبل جو بیاد چمن کو
غربت میں خدا یاد دلائے نہ وطن کو

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

کیا کیا نہ ہم کو اپنی عبادت پہ ناز تھا — بس دم نکل گیا جو سنا بے نیاز ہے
زائل بہار حسن ہوئی خط یار سے — اس باغ میں خزاں نظر آئی بہار سے
میرے چپ رہنے سے ظاہر ہو عشق نہاں — لب اظہار ہوئے ہیں لب خاموش مجھے
ایسا اک جام دے اے ساقی مےنوش مجھے — دونوں عالم نظر آنے لگیں بیہوش مجھے
سر ٹپکتا ہوں پلا دے مے سرجوش مجھے — ساقیا دوڑ کہ پھر آنے لگے ہوش مجھے
قصہ فرہاد کے دھوکے میں حال اپنا سنا — سرگذشت اپنی کہی ہمنے بھی کس پیرے سے
کھاتے کھاتے غم بھی ہو جائیگا راحت اے وزیر — سم اگر کھانے کی عادت ہو گئی تو سم نہیں

رند۔

حور پر آنکھ نہ ڈالے کبھی شیدا تیرا — سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا
میں مسافر ہوں اتر جاؤنگا پار اک دم میں — تجھ کو اے موج مبارک رہے دریا تیرا
جمع کر کے لئے بیٹھا رہوں خرمن کب تک — راہ دیکھوں تری اے برق شرر افگن کب تک
رہبری کر مری اے برق تجلی تو ہی — پوچھوں اک ایک سے رہ وادی ایمن کب تک
کیا ملا عرض مدعا کر کے — بات بھی کھوئی التجا کر کے
تنگ ہوں اے فلک زمانے سے — تجھ کو حاصل مرے ستانے سے
زندگی نے مجھے ہلاک کیا — مر گیا موت کے نہ آنے سے

اصل یہ ہے کہ غالب نے اردو شاعری کو فارسی کا جامہ پہنا کر جو رنگ تغزل اختیار کیا اسکے لئے سنجیدگی اور متانت قدرتی چیزیں تھیں اور اسی لئے وہ انکے یہاں نمایاں طور پر نظر آتی ہیں، شعراء لکھنؤ اس رنگ سے الگ رہے ہیں وہ زبان کی لطافت، بیان کی سلاست، محاورات کی صفائی، بول چال کی روانی، معاملہ بندی اور مضامین کی شوخی اور خیالات کی شستگی کو حسن کلام سمجھتے ہیں ان کو ایسا کلام نامرغوب ہے جو غیر مانوس فارسی الفاظ اور اجنبی ترکیبوں اور بندشوں سے لبریز ہو اور جسمیں معانی اور مطالب اسقدر

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

بلند اواکئے جائیں جن کا حل کرنا اور دوسری مول لینا اور جن کا سمجھنا شرح حکمۃ العین کے مطالب سمجھنے کے برابر ہو۔ انھوں نے جو اوصاف سخن قرار دیے اور ان کو پیش نظر رکھ کر طبع آزمائیاں کیں ان میں تمام شعرا دہلی خواہ وہ غالب ہوں یا کوئی اور انکا کسیطرح مقابلہ نہیں کر سکتے

اسمیں شبہ نہیں کہ غزل میں نازک خیالی اور معنی آفرینی کو جس مرتبہ پر غالب نے پہونچایا وہ انکے پہلے یا انکے بعد اردو زبان میں کسی شاعر کو نصیب نہیں ہوا اور جو اہل نظر اور ارباب فکر انکے کلام کو اس لحاظ سے دیکھتے ہیں وہ ایک ایک شعر کو سو سو بار پڑھتے ہیں اور ہر مرتبہ نیا لطف اٹھاتے ہیں، انکے معانی پر غور کرنے سے رموز قدرت اور لطافت جذبات کے دروازے کھلجاتے ہیں۔ جنکے بیان کرنے کو دفتر کے دفتر درکار ہیں۔ انصاف یہ ہے کہ اس شہنشاہ اقلیم معانی نے جو فلسفی دماغ لیکر دنیا میں آیا تھا اپنی فکر بلند اور خیال فلک رسا سے مضامین اور معانی کا ایک ایسا باغ لگادیا ہے جسمیں خزاں کا خوف نہیں اور جسکے پھولوں کی مہک سے ہمارا اور آنیوالی نسلوں کا دماغ ہمیشہ معطر رہیگا۔ ہم یہاں پر صرف چند اشعار بطور مثال پیش کرتے ہیں جنسے مرزا کے کلام کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو سکتا ہے۔

محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا — یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

اسکا مطلب تو بہت طولانی ہے مگر مختصر یہ ہے کہ اے انسان! اسرار قدرت کے سمجھنے کی تجھی میں اہلیت نہیں ورنہ تمام کائنات خدا کی عظمت کے رازوں کو ظاہر کر رہی ہے

وان من شیء الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک — میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

میں اتنا بڑا گناہگار اور فسق و فجور میں ایسا حوصلہ مند ہوں کہ گناہوں کا دریا خشک ہوگیا مگر میرے دامن کا کونا ابھی نہ بھیگا۔

عشرت قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا — درد کا حد سے گذرنا ہے دوا ہو جانا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

قطرہ دریا کا ایک جز ہے جب دریا میں ملکر فنا ہو گیا تو اپنی حقیقت سے واصل ہو کر مطلوب کو پہونچگیا جس طرح درد جب حد سے بڑھ جائیگا تو ہلاک کردیگا اور ہلاکت گویا درد کی دوا ہو جائیگی۔

منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی قسمت کھلی ترے قد و رخ سے ظہور کی

نور کی تجلی کو اپنا ظہور منظور تھا وہ تیری شکل میں نمایاں ہوئی گویا تیرے قد و رخ سے اسکے ظہور کی قسمت جاگ اُٹھی ورنہ اسے کون جانتا۔

ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہو

انسان کے اندر خیال کے لئے ایک عالم موجود ہے، ہم تنہا بھی ہوں لیکن ہمارے واسطے ہر جگہ ایک انجمن آراستہ ہے۔

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ دوزخ میں ڈالدو کوئی لے کر بہشت کو

لوگ بہشت کے لالچ میں خدا کی عبادت کرتے ہیں، کوئی بے غرض ہو کر پرستش نہیں کرتا اسلئے بہشت کو دوزخ میں ڈالدو تاکہ یہ جھگڑا ہی نہ رہے

صوفیانہ شاعری کی بھی غالب کے یہاں کمی نہیں ہے اور درحقیقت انھوں نے تصوف اور وحدت الوجود کے عمیق مسئلوں کو جس حسن و خوبی سے بتایا ہے وہ شعراء اردو میں انکا حصہ رہی۔ ملاحظہ ہوں اشعار ذیل۔

دل ہر قطرہ ہے ساز انا البحر ہم اسکے ہیں ہمارا پوچھنا کیا

نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

اسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا

ہے تجلی تری سامان وجود ذرہ بے پرتو خورشید نہیں

اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے حیران ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں

ہے غیب غیب جسکو سمجھتے ہیں ہم شہود ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں

20. 3. 1935

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative



قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن
ہم کو منظور تنک ظرفی منصور نہیں

تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے
تیرا پتہ نہ پائیں تو ناچار کریں

ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسد
عالم تمام حلقۂ دام خیال ہے

قطرہ دریا میں جو مل جائے تو دریا ہو جائے
کام اچھا ہے وہ جس کا کہ مآل اچھا ہے

ہاں کھائیو مت فریب ہستی
ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے

ہر چند ہر ایک شے میں تو ہے
پر تجھ سے تو کوئی شے نہیں ہے

جب کہ تجھ بن نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی
قسمت کھلی ترے قد و رخ سے ظہور کی

شعراء دہلی رعایت لفظی سے بہت بھاگتے ہیں اور لکھنؤ والوں کو الزام دیتے ہیں کہ ان کے یہاں رعایت لفظی کے سوا مضمون خاک نہیں ہوتا اسکی بحث جداگانہ چیز ہے اور ہم اس وقت اسمیں پڑنا نہیں چاہتے۔ ہم صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ غالب کے کلام میں بھی جا بجا اسکی مثالیں موجود ہیں مثلاً۔

محبت تھی چمن سے لیکن اب یہ بیدماغی ہے
کہ موج بوئے گل سے ناک میں آتا ہے دم میرا

گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو کہ میں
جاں دادۂ ہوائے سر رہگذار تھا

رہا گر کوئی تا قیامت سلامت
پر آخر کو مرنا ہے حضرت سلامت

مرتا ہوں اس آواز پہ ہر چند سر اڑ جائے
جلاد کو لیکن وہ کہے جائیں کہ ہاں اور

آتا ہے مرے قتل کو پر جوش رشک سے
مرتا ہوں اس کے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر

بسکہ ہیں ہم اک بہار ناز کے مارے ہوئے
جلوۂ گل کے سوا گرد اپنے مدفن میں نہیں

طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ
دوزخ میں ڈالدو کوئی لے کر بہشت کو

آمد بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج
اڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی

خضر سلطاں کو رکھے خالق اکبر سرسبز
شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

مرزا کے قصائد اردو میں بہت کم ہیں جناب امیر علیہ السلام کی جوش محبت میں جو مشہور قصیدہ منقبت کا لکھا ہے وہ بڑے زور اور پایہ کا ہے اسکا مشہور مطلع یہ ہے ؎

دہر جز جلوۂ یکتائی معشوق نہیں — ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خود بیں

مرزا کی شاعری پر مختصر اور سرسری نظر کرنے کے بعد ہم آخر میں ان کے دیوان سے چند اشعار بطور انتخاب پیش کرتے ہیں تاکہ معلوم ہو جائے کہ اس قادر الکلام نے شعر و سخن کے کیا کیا گل بوٹے کھلائے ہیں، کہیں فارسی کے نادر استعاروں اور اضافتوں کو اردو میں ملا کر انوکھی ترکیبوں اور بندشوں سے کلام کو مرصع کیا ہے، کہیں بلند پردازی اور معنی آفرینی سے مضامین کو آسمان پر پہونچایا ہے. کہیں وسیع خیالات اور مطالب کے دامن کو مختصر الفاظ میں لپیٹا ہے، کہیں سیدھی سادی زبان میں جذبات کا تلاطم اور درد کی داستان ہے ہر قدم پر سنجیدگی کا لحاظ ہے ہر جگہ مناسب الفاظ اور برجستگی کا خیال ہے انداز استدلال فلسفیانہ ہے تخیل میں جدت اور فکر میں ندرت ہے۔ واقعی مرزا نے سچ کہا ہے ؎

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
"کہتے ہیں کہ غالب کا ہے کچھ طرز بیاں اور"

دل گذرگاہ خیال مے و ساغر ہی سہی — گر نفس جادۂ سر منزل تقوی نہ ہوا
ستائش گر ہے زاہد اسقدر جس باغ رضواں کا — وہ اک گلدستہ ہے ہم بیخودوں کے طاق نسیاں کا
ترے تیر نیمکش کو کوئی میرے دل سے پوچھے — یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
ترے وعدہ پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا — کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
درد منت کش دوا نہ ہوا — میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا
ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں — تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا
مرنے کی اے دل اور ہی تدبیر کر کہ میں — شایان دست و بازوئے قاتل نہیں رہا
موج خوں سر سے گذر ہی کیوں نہ جائے — آستان یار سے اٹھ جائیں کیا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

کم نہیں نازش ہمنامی چشم خوباں
ہوا جب غم سے یوں بیحس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے تو کیا
جی ہی میں کچھ نہیں ہے ہمارے وگرنہ ہم
واحسرتا کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ
گرنی تھی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر
غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج
زخم سلوانے سے مجھ پر چارہ جوئی کا ہے طعن
جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار
یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لئے
نیند اسکی ہے دماغ اسکا ہے راتیں اسکی ہیں
یاد تھیں ہم کو بھی رنگارنگ بزم آرائیاں
خوشی کیا کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آئے
قفس میں مجھ سے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم
وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
قطع کیجئے نہ تعلق ہم سے
بس ہجوم ناامیدی خاک میں ملجائیگی
ہاں اہل طلب کون سنے طعنہ نایافت
دیتے ہیں جنت حیات دہر کے بدلے
گریہ نکالے ہے تری بزم سے مجھ کو
یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تجھ سے

تیرا بیمار برا کیا ہے گر اچھا نہوا
نہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا
بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا
مر جائیے یا رہیے نہ رہیں پر کہے بغیر
ہم کو حریف لذت آزار دیکھ کر
دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک
غیر سمجھا ہے کہ لذت زخم سوزن میں نہیں
اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو میں
لوح جہاں پہ نقش مکرر نہیں ہوں میں
تیری زلفیں جسکے بازو پر پریشاں ہوگئیں
لیکن اب نقش و نگار طاق نسیاں ہوگئیں
سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈے ہے ابھی سے برق خرمن کو
گری ہے جسپہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو
تو پھر اے سنگدل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی
یہ جو اک لذت ہماری سعی بے حاصل میں ہے
دیکھا کہ وہ ملتا نہیں اپنے ہی کو کھو آئے
نشہ باندازہ خمار نہیں ہے
ہائے کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے
دگرنہ خوف بد آموزی عدو کیا ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

رگوں میں دوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جب آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے

کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے یا رب
ایک آبلہ پا وادی پرخار میں آئے

منحصر مرنے پہ ہو جسکی اُمید
نا اُمیدی اسکی دیکھا چاہیے

محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا
اسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے

زہے کرشمہ کہ یوں دے رکھا ہے ہم کو فریب
کہ بن کہے ہی انھیں سب خبر ہے کیا کہیے

سفینہ جب کہ کنارے پہ آ لگا غالب
خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہیے

راقم خواجہ قمرالدین احمد

# تاریخ وفات مرزا غالب مرحوم،

(از شمس العلما مولانا خواجہ الطاف حسین حالی مرحوم)

غالب نے جبکہ روضۂ رضواں کی راہ لی
ہر لب پہ آہ سرد تھی ہر دل میں درد تھا

اُسدن کچھ اہل شہر کی افسردگی نہ پوچھ
دنیا سے دل ہر اپنے پرائے کا سرد تھا

حالی کہ جسکو دعوئے تمکین و ضبط ہے
دیکھا تو دل پہ ہاتھ تھا اور رنگ زرد تھا

تھا گو وہ اک سخنور ہندوستاں نژاد
عرفی و انوری کا مگر ہم نبرد تھا

اس قافلہ میں آکے ملا گو وہ سب کے بعد
اگلوں کے ساتھ ساتھ مگر رہ نورد تھا

ہم اور صبح و شام یہ اندوہ جاں گزا
دل تھا کہ فکر سال میں بصرفہ گرد تھا

ناگاہ دی یہ غالب مرحوم نے صدا
(سچ ہے کہ خواجہ راہ نمائی میں فرد تھا

تاریخ ہم نکال چکے پڑھ بغیر فکر
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

۱۲ ۱۱    ۳    ۲۷۹ ۱

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# غزلیات

نقش فریادی ہی کس کی شوخی تحریر کا
کاغذی ہی پیرہن ہر پیکر تصویر کا

کاو کاو سخت جانی ہائے تنہائی نہ پوچھ
صبح کرنا شام کا لانا ہی جوی شیر کا

جذبۂ بے اختیار شوق دیکھا چاہیے
سینۂ شمشیر سے باہر ہے دم شمشیر کا

آگہی دام شنیدن جسقدر چاہے بچھائے
مدعا عنقا ہے اپنے عالم تقریر کا

بسکہ ہوں غالب اسیری میں بھی آتش زیر پا
موے آتش دیدہ ہی حلقہ مری زنجیر کا

---

جز قیس اور کوئی نہ آیا بروے کار
صحرا مگر بہ تنگی چشم حسود تھا

آشفتگی نے نقش سویدا کیا درست
ظاہر ہوا کہ داغ کا سرمایہ دود تھا

تھا خواب میں خیال کو تجھ سے معاملہ
جب آنکھ کھلگئی نہ زیاں تھا نہ سود تھا

لیتا ہوں مکتب غم دل میں سبق ہنوز
لیکن یہی کہ رفت گیا اور بود تھا

ڈھانپا کفن نے داغ عیوب برہنگی
میں ورنہ ہر لباس میں ننگ وجود تھا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسدؔ
سرگشتۂ خمار رسوم و قیود تھا

کہتے ہو نہ دینگے ہم دل اگر پڑا پایا
دل کہاں کہ گم کیجے ہمنے مدعا پایا

عشق سے طبیعت نے زیست کا مزا پایا
درد کی دوا پائی درد بے دوا پایا

دوستدار دشمن ہے اعتماد دل معلوم
آہ بے اثر دیکھی نالہ نارسا پایا

سادگی و پرکاری بیخودی و ہشیاری
حسن کو تغافل میں جرأت آزما پایا

غنچہ پھر لگا کھلنے آج ہمنے اپنا دل
خوں کیا ہوا دیکھا گم کیا ہوا پایا

حال دل نہیں معلوم لیکن اسقدر یعنی
ہمنے بارہا ڈھونڈھا تم نے بارہا پایا

شور پند ناصح نے زخم پر نمک چھڑکا
آپ سے کوئی پوچھے تمنے کیا مزا پایا

---

دل مرا سوز نہاں سے بے محابا جل گیا
آتش خاموش کے مانند گویا جل گیا

دل میں ذوق وصل و یاد یار تک باقی نہیں
آگ اس گھر میں لگی ایسی کہ جو تھا جل گیا

میں عدم سے بھی پرے ہوں ورنہ غافل بارہا
میری آہ آتشیں سے بال عنقا جل گیا

عرض کیجئے جوہر اندیشہ کی گرمی کہاں
کچھ خیال آیا تھا وحشت کا کہ صحرا جل گیا

دل نہیں تجھ کو دکھاتا ورنہ داغوں کی بہار
اس چراغاں کا کروں کیا کارفرما جل گیا

میں ہوں اور افسردگی کی آرزو غالبؔ کہ دل
دیکھ کر طرز تپاک اہل دنیا جل گیا

شوق ہر رنگ رقیب سر و ساماں نکلا
قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا

زخم نے داد نہ دی تنگی دل کی یا رب
تیر بھی سینۂ بسمل سے پرافشاں نکلا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

بوئے گل نالۂ دل دودِ چراغِ محفل — جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا
دلِ حسرت زدہ تھا مائدۂ لذتِ درد — کام یاروں کا بقدرِ لب و دنداں نکلا
ہی نو آموزِ فنا ہمتِ دشوار پسند — سخت مشکل ہی کہ یہ کام بھی آساں نکلا

دل میں پھر گریہ نے اک شور اٹھایا غالبؔ
آہ جو قطرہ نہ نکلا تھا سو طوفاں نکلا

دھمکی میں مر گیا جو نہ بابِ نبرد تھا — عشقِ نبرد پیشہ طلبگارِ مرد تھا
تھا زندگی میں مرگ کا کھٹکا لگا ہوا — اڑنے سے پیشتر بھی مرا رنگ زرد تھا
تالیف نسخہ ہائے وفا کر رہا تھا میں — مجموعۂ خیال ابھی فرد فرد تھا
دل تا جگر کہ ساحلِ دریائے خوں ہے اب — اس رہگذر میں جلوۂ گل آگے گرد تھا
جاتی ہی کوئی کشمکش اندوہِ عشق کی — دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا
احباب چارہ سازیِ وحشت نہ کر سکے — زنداں میں بھی خیال بیاباں نورد تھا

یہ لاش بے کفن اسدؔ خستہ جاں کی ہے
حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

شمارِ سبحہ مرغوبِ بتِ مشکل پسند آیا — تماشائے بیک کف بردنِ صد دل پسند آیا
بہ فیضِ بیدلی نومیدیِ جاوید آساں ہی — کشائش کو ہمارا عقدۂ مشکل پسند آیا
ہوائے سیرِ گل آئینۂ بے مہریِ قاتل — کہ اندازِ بخوں غلطیدنِ بسمل پسند آیا

جراحت تحفہ الماس ارمغاں داغِ جگر ہدیہ
مبارکباد اسدؔ غمخوارِ جانِ دردمند آیا

١١ دہر میں نقشِ وفا وجہِ تسلی نہ ہوا — ہے یہ وہ لفظ کہ شرمندۂ معنی نہ ہوا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

سبزہ خط سے ترا کاکل سرکش نہ دبا
یہ زمرد بھی حریف دم افعی نہ ہوا

میں نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹوں
وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہ ہوا

دل گذرگاہ خیال مے و ساغر ہی سہی
گر نفس جادۂ سر منزل تقوی نہ ہوا

ہوں ترے وعدہ نہ کرنے میں بھی راضی کہ کبھی
گوش منت کش گلبانگ تسلی نہ ہوا

کس سے محرومی قسمت کی شکایت کیجئے
ہمنے چاہا تھا کہ مرجائیں سو وہ بھی نہ ہوا

مرگیا صدمۂ یک جنبش لب سے غالب
ناتوانی سے حریف دم عیسی نہ ہوا

ستائشگر ہی زاہد اسقدر جس باغ رضواں کا
وہ اک گلدستہ ہی ہم بیخودوں کی طاق نسیاں کا

بیاں کیا کیجئے بیداد کاوشہائے مژگاں کا
کہ ہر یک قطرۂ خوں دانہ ہی تسبیح مرجاں کا

نہ آئی سطوت قاتل بھی مانع میرے نالوں کو
لیا دانتوں میں جو تنکا ہوا ریشہ نیستاں کا

دکھاؤنگا تماشہ دی اگر فرصت زمانہ نے
مرا ہر داغ دل اک تخم ہی سرو چراغاں کا

کیا آئینہ خانے کا وہ نقشہ تیرے جلوہ نے
کرے جو پرتو خورشید عالم شبنمستاں کا

مری تعمیر میں مضمر ہی اک صورت خرابی کی
ہیولی برق خرمن کا ہی خون گرم دہقاں کا

اگا ہی گھر میں ہر سو سبزہ ویرانی تماشا کر
مدار اب کھودنے پر گھاس کے ہی میرے درباں کا

خموشی میں نہاں خوں گشتہ لاکھوں آرزوئیں ہیں
چراغ مردہ ہوں میں بے زباں گور غریباں کا

ہنوز اک پرتو نقش خیال یار باقی ہے
دل افسردہ گویا حجرہ ہی یوسف کے زنداں کا

بغل میں غیر کی آج آپ سوتے ہیں کہیں ورنہ
سبب کیا خواب میں آکر تبسمہائے پنہاں کا

نہیں معلوم کس کس کا لہو پانی ہوا ہوگا
قیامت ہی سرشک آلودہ ہونا تیری مژگاں کا

نظر میں ہی ہماری جادۂ راہ فنا غالب
کہ یہ شیرازہ ہی عالم کے اجزائے پریشاں کا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

نہوگا یک بیاباں ماندگی سے ذوق کم میرا
حباب موجۂ رفتار ہے نقش قدم میرا

محبت تھی چمن سے لیکن اب یہ بیدماغی ہی
کہ موج بوئے گل سے ناک میں آتا ہی دم میرا

---

سراپا رہن عشق و ناگزیر الفت ہستی
عبادت برق کی کرتا ہوں اور افسوس حاصل کا

بقدر ظرف ہی ساقی خمار تشنہ کامی بھی
جو تو دریائے مے ہی تو میں خمیازہ ہوں ساحل کا

---

محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا
یاں ورنہ جو حجاب ہی پردہ ہے ساز کا

رنگ شکستہ صبح بہار نظارہ ہی
یہ وقت ہی شگفتن گلہائے ناز کا

تو اور سوے غیر نظرہائے تیز تیز
میں اور دکھ تری مژہ ہائے دراز کا

صرفہ ہے ضبط آہ میں میرا وگرنہ میں
طعمہ ہوں ایک ہی نفس جانگداز کا

ہیں بسکہ جوش بادہ سے شیشے اچھل رہے
ہر گوشۂ بساط ہے سر شیشہ باز کا

کاوش کا دل کرے ہی تقاضا کہ ہی ہنوز
ناخن پہ قرض اس گرہ نیمباز کا

تاراج کاوش غم ہجراں ہوا اسد
سینہ کہ تھا دفینہ گہرہاے راز کا

بزم شاہنشاہ میں اشعار کا دفتر کھلا
رکھیو یارب یہ در گنجینۂ گوہر کھلا

شب ہوئی پھر انجم رخشندہ کا منظر کھلا
اس تکلف سے کہ گویا بتکدے کا در کھلا

گرچہ ہوں دیوانہ پر کیوں دوست کا کھاؤں فریب
آستیں میں دشنہ پنہاں ہاتھ میں نشتر کھلا

گو نہ سمجھوں اسکی باتیں گو نہ پاؤں اسکا بھید
پر یہ کیا کم ہی کہ مجھ سے وہ پری پیکر کھلا

ہی خیال حسن میں حسن عمل کا سا خیال
خلد کا اک در ہی میری گور کے اندر کھلا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

منہ نہ کھلنے پہ ہے وہ عالم کہ دیکھا ہی نہیں ٭ زلف سے بڑھکر نقاب اُس شوخ کے منہ پر کھلا

در پہ رہنے کو کہا اور کہکے کیسا پھر گیا ٭ جتنے عرصہ میں مرا لپٹا ہوا بستر کھلا

کیوں اندھیری ہے شبِ غم ہے بلاؤں کا نزول ٭ آج اُدھر ہی کو رہیگا دیدۂ اختر کھلا

کیا رہوں غربت میں خوش جب ہو حوادث کا یہ حال ٭ نامہ لاتا ہے وطن سے نامہ بر اکثر کھلا

اسکی امت میں ہوں میں میرے رہیں کیوں کام بند ٭ واسطے جس شہ کے غالب گنبدِ بے در کھلا

—— ؛ ——

شب کہ برقِ سوزِ دل سے زہرۂ ابر آب تھا ٭ شعلۂ جوالہ ہر یک حلقۂ گرداب تھا

واں کرم کو عذرِ بارش تھا عناں گیرِ خرام ٭ گریہ سے یاں پنبۂ بالش کفِ سیلاب تھا

واں خود آرائی کو تھا موتی پرونے کا خیال ٭ یاں ہجومِ اشک میں تارِ نگہ نایاب تھا

جلوۂ گل نے کیا تھا واں چراغاں آبجو ٭ یاں رواں مژگانِ چشمِ تر سے خونِ ناب تھا

یاں سرِ پرشور بیخوابی سے تھا دیوار جو ٭ واں وہ فرقِ ناز محوِ بالشِ کمخواب تھا

یاں نفس کرتا تھا روشن شمعِ بزمِ بیخودی ٭ جلوۂ گل واں بساطِ صحبتِ احباب تھا

فرش سے تا عرش واں طوفاں تھا موجِ رنگ کا ٭ یاں زمیں سے آسماں تک سوختن کا باب تھا

ناگہاں اس رنگ سے خونابہ ٹپکانے لگا ٭ دل کہ ذوقِ کاوشِ ناخن سے لذت یاب تھا

نالۂ دل میں شب اندازِ اثر نایاب تھا ٭ تھا سپندِ بزمِ وصلِ غیر گو بیتاب تھا

مقدمِ سیلاب سے دل کیا نشاط آہنگ ہے ٭ خانۂ عاشق مگر سازِ صدائے آب تھا

نازشِ ایامِ خاکستر نشینی کیا کہوں ٭ پہلوئے اندیشہ وقفِ بسترِ سنجاب تھا

کچھ نہ کی اپنے جنونِ نارسا نے ورنہ یاں ٭ ذرہ ذرہ روکشِ خورشیدِ عالمتاب تھا

آج کیوں پروا نہیں اپنے اسیروں کی تجھے ٭ کل تلک تیرا بھی دل مہر و وفا کا باب تھا

یاد کر وہ دن کہ ہر اک حلقہ تیرے دام کا ٭ انتظارِ صید میں اک دیدۂ بیخواب تھا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

میں نے روکا رات غالب کو وگرنہ دیکھتے
اُس کی سیلِ گریہ میں گردوں کفِ سیلاب تھا

ایک ایک قطرہ کا مجھے دینا پڑا حساب
خونِ جگر ودیعتِ مژگانِ یار تھا

اب میں ہوں اور ماتمِ یک شہرِ آرزو
توڑا جو تونے آئینہ تمثال دار تھا

گلیوں میں میری نعش کو کھینچے پھرو کہ میں
جاں دادۂ ہوائے سرِ رہگذار تھا

موجِ سرابِ دشتِ وفا کا نہ پوچھ حال
ہر ذرہ مثلِ جوہرِ تیغ آبدار تھا

کم جانتے تھے ہم بھی غمِ عشق کو پر اب
دیکھا تو کم ہوئے پہ غمِ روزگار تھا

---

بسکہ دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا
آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا

گریہ چاہے ہے خرابی مرے کاشانے کی
در و دیوار سے ٹپکے ہے بیاباں ہونا

وائے دیوانگیِ شوق کہ ہر دم مجھ کو
آپ جانا اُدھر اور آپ ہی حیراں ہونا

جلوہ از بسکہ تقاضائے نگہ کرتا ہے
جوہرِ آئینہ بھی چاہے ہے مژگاں ہونا

عشرتِ قتل گہِ اہلِ تمنا مت پوچھ
عیدِ نظارہ ہے شمشیر کا عُریاں ہونا

لے گئے خاک میں ہم داغِ تمنائے نشاط
تو ہو اور آپ بصد رنگ گلستاں ہونا

عشرتِ پارۂ دل زخمِ تمنا کھانا
لذتِ ریشِ جگر غرقِ نمکداں ہونا

کی مرے قتل کے بعد اُسنے جفا سے توبہ
ہائے اُس زود پشیماں کا پشیماں ہونا

حیف اُس چار گرہ کپڑے کی قسمت غالب
جسکی قسمت میں ہو عاشق کا گریباں ہونا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

شب خمار شوق ساقی رستخیز اندازہ تھا
تا محیط بادہ صورتخانہ خمیازہ تھا
یکقدم وحشت سے درس دفتر امکاں کھلا
جادہ اجزائے دو عالم دشت کا شیرازہ تھا
مانع وحشت خرامیہائے لیلی کون ہی
خانہ مجنون صحرا گرد بے دروازہ تھا
پوچھمت رسوائی اندازہ استغنائے حسن
دست مرہون حنا رخسار رہن غازہ تھا
نالہ دل نے دیے اوراق لخت دل بباد
یادگار نالہ اک دیوان بے شیرازہ تھا

---

دوست غمخواری میں میری سعی فرماوینگے کیا
زخم کے بھرتے تلک ناخن نہ بڑھ جاوینگے کیا
بے نیازی حد سے گذری بندہ پرور کب تلک
ہم کہینگے حال دل اور آپ فرماوینگے کیا
حضرت ناصح گر آویں دیدہ و دل فرش راہ
کوئی مجھکو یہ تو سمجھا دو کہ سمجھاوینگے کیا
آج واں تیغ و کفن باندھے ہوے جاتا ہوں میں
عذر میرے قتل کرنے میں وہ اب لاوینگے کیا
گر کیا ناصح نے ہمکو قید اچھا یوں سہی
یہ جنون عشق کے انداز چھٹ جاوینگے کیا
خانہ زاد زلف ہیں زنجیر سے بھاگینگے کیوں
ہیں گرفتار وفا زنداں سے گھبراوینگے کیا
ہے اب اس معمورہ میں قحط غم الفت اسد
ہمنے یہ مانا کہ دلی میں رہیں کھاوینگے کیا

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصال یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا
ترے وعدے پر جیے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا
تری نازکی سے جانا کہ بندھا تھا عہد بودا
کبھی تو نہ توڑ سکتا اگر استوار ہوتا
کوئی میرے دل سے پوچھے ترے تیر نیمکش کو
یہ خلش کہاں سے ہوتی جو جگر کے پار ہوتا
یہ کہاں کی دوستی ہے کہ بنے ہیں دوست ناصح
کوئی چارہ ساز ہوتا کوئی غمگسار ہوتا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

رگ سنگ سے ٹپکتا وہ لہو کہ پھر نہ تھمتا
جسے غم سمجھ رہے ہو یہ اگر شرار ہوتا

غم اگرچہ جاں گسل ہے پہ کہاں بچیں کہ دل ہے
غم عشق گر نہ ہوتا غم روزگار ہوتا

کہوں کس سے میں کہ کیا ہے شب غم بری بلا ہے
مجھے کیا برا تھا مرنا اگر ایک بار ہوتا

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرق دریا
نہ کبھی جنازہ اٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا
جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دو چار ہوتا

یہ مسائل تصوف یہ ترا بیان غالب
تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا

ہوس کو ہے نشاط کار کیا کیا
نہ ہو مرنا تو جینے کا مزا کیا

تجاہل پیشگی سے مدعا کیا
کہاں تک اے سراپا ناز کیا کیا

نوازشہائے بیجا دیکھتا ہوں
شکایتہائے رنگیں کا گلا کیا

نگاہ بے محابا چاہتا ہوں،
تغافلہائے تمکیں آزما کیا

فروغ شعلہ خس یک نفس ہے
ہوس کو پاس ناموس وفا کیا

نفس موج محیط بیخودی ہے
تغافلہائے ساقی کا گلا کیا

دماغ عطر پیراہن نہیں ہے
غم آوارگیہائے صبا کیا

دل ہر قطرہ ہے ساز انا البحر
ہم اُسکے ہیں ہمارا پوچھنا کیا

محابا کیا ہے میں ضامن ادھر دیکھ
شہیدان نگہ کا خوں بہا کیا

سن اے غارتگر جنس وفا سن
شکست قیمت دل کی صدا کیا

کیا کسنے جگرداری کا دعوے
شکیب خاطر عاشق بھلا کیا

یہ قاتل وعدۂ صبر آزما کیوں
یہ کافر فتنۂ طاقت ربا کیا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

بلائے جاں ہے غالب اسکی ہر بات
عبارت کیا اشارت کیا ادا کیا

درخور قہر و غضب جب کوئی ہم سا نہوا — پھر غلط کیا ہے کہ ہم سا کوئی پیدا نہوا
بندگی میں بھی وہ آزادہ و خودبیں ہیں کہ ہم — اُلٹے پھر آئے در کعبہ اگر وا نہوا
سبکو مقبول ہے دعویٰ تری یکتائی کا — روبرو کوئی بت آئینہ سیما نہوا
کم نہیں نازش ہمنامی چشم خوباں — تیرا بیمار برا کیا ہے گر اچھا نہوا
سینہ کا داغ ہے وہ نالہ کہ لب تک نہ گیا — خاک کا رزق ہے وہ قطرہ کہ دریا نہوا
نام کا میرے ہے جو دکھ کہ کسی کو نہ ملا — کام میں میرے ہے جو فتنہ کہ برپا نہوا
ہر بن مُو سے دم ذکر نہ ٹپکے خونناب — حمزہ کا قصہ ہوا عشق کا چرچا نہوا
قطرہ میں دجلہ دکھائی نہ دے اور جزو میں کل — کھیل لڑکوں کا ہوا دیدۂ بینا نہوا

تھی خبر گرم کہ غالب کے اڑینگے پُرزے
دیکھنے ہم بھی گئے تھے یہ تماشا نہوا

---

اسد ہم وہ جنوں جولاں گدائے بے سروپا ہیں — کہ ہے سر پنجۂ مژگان آہو پشت خار اپنا

---

پئے نذر کرم تحفہ ہے شرم نارسائی کا — بخوں غلطیدۂ صد رنگ دعوے پارسائی کا
نہ ہو حسن تماشا دوست رسوا بیوفائی کا — بمہر صد نظر ثابت ہے دعویٰ پارسائی کا
زکات حسن دے اے جلوۂ بینش کہ مہر آسا — چراغ خانۂ درویش ہو کاسہ گدائی کا
نہ مارا جان کر بیجرم غافل تیری گردن پر — رہا مانند خون بیگنہ حق آشنائی کا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

تمنائے زباں محو سپاس بے زبانی ہے
مٹا جس سے تقاضا شکوۂ بیدست و پائی کا

وہی اک بات ہے جو یاں نفس واں نکہت گل ہے
چمن کا جلوہ باعث ہے مری رنگیں نوائی کا

وہاں ہر بت پیغارہ جو زنجیر رسوائی
عدم تک بیوفا چرچا ہے تیری بیوفائی کا

نہ دے نامے کو اتنا طول غالب مختصر لکھدے
کہ حسرت سنج ہوں عرض ستمہائے جدائی کا

گر نہ اندوہ شب فرقت بیاں ہو جائیگا
بے تکلف داغ مہ مہر دہاں ہو جائیگا

زہرہ گر ایسا ہی شام ہجر میں ہوتا ہے آب
پرتو مہتاب سیل خانماں ہو جائیگا

لے تو لوں سوتے میں اسکے پاؤں کا بوسہ مگر
ایسی باتوں سے وہ کافر بدگماں ہو جائیگا

دلکو ہم صرف وفا سمجھے تھے کیا معلوم تھا
یعنی یہ پہلے ہی نذر امتحاں ہو جائیگا

سب کے دل میں ہے جگہ تیری جو تو راضی ہوا
مجھپہ گویا اک زمانہ مہرباں ہو جائیگا

گر نگاہ گرم فرماتی رہی تعلیم ضبط
شعلہ خس میں جیسے خوں رگ میں نہاں ہو جائیگا

باغ میں مجھکو نہ لیجا ورنہ میرے حال پر
ہر گل تر ایک چشم خونفشاں ہو جائیگا

وائے گر میرا ترا انصاف محشر میں نہو
اب تلک تو یہ توقع ہے کہ واں ہو جائیگا

فائدہ کیا سوچ آخر تو بھی دانا ہے اسد
دوستی ناداں کی ہے جی کا زیاں ہو جائیگا

درد منت کش دوا نہوا
میں نہ اچھا ہوا برا نہ ہوا

جمع کرتے ہو کیوں رقیبوں کو
اک تماشا ہوا گلا نہ ہوا

ہم کہاں قسمت آزمانے جائیں
تو ہی جب خنجر آزما نہ ہوا

کتنے شیریں ہیں تیرے لب کہ رقیب
گالیاں کھاکے بے مزا نہ ہوا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

ہے خبر گرم اُنکے آنے کی
آج ہی گھر میں بوریا نہ ہوا

کیا وہ نمرود کی خدائی تھی
بندگی میں مرا بھلا نہ ہوا

جان دی دی ہوئی اُسیکی تھی
حق تو یوں ہے کہ حق ادا نہ ہوا

زخم گر دب گیا لہو نہ تھما
کام گر رُک گیا روا نہ ہوا

رہزنی ہے کہ دلستانی ہے
لیکے دل دلستاں روانہ ہوا

کچھ تو پڑھئیے کہ لوگ کہتے ہیں
آج غالب غزل سرا نہ ہوا

گلہ ہے شوق کو دل میں بھی تنگی جا کا
گہر میں محو ہوا اضطراب دریا کا

یہ جانتا ہوں کہ تو اور پاسخ مکتوب
مگر ستمزدہ ہوں ذوق خامہ فرسا کا

حنائے پائے خزاں ہے بہار اگر ہے یہی
دوام کلفت خاطر ہے عیش دُنیا کا

غم فراق میں تکلیف سیر باغ نہ دو
مجھے دماغ نہیں خندہائے بیجا کا

ہنوز محرمے حسن کو ترستا ہوں
کرے ہے ہر بن مو کام چشم بینا کا

دل اسکو پہلے ہی ناز و ادا سے دے بیٹھے
ہمیں دماغ کہاں حسن کے تقاضا کا

نہ کہہ کہ گریہ بمقدار حسرت دل ہے
مری نگاہ میں ہے جمع و خرچ دریا کا

فلک کو دیکھ کے کرتا ہوں اُسکو یاد اسد
جفا میں اُس کی ہے انداز کارفرما کا

قطرۂ مے بسکہ حیرت سے نفس پرور ہوا
خط جام مے سراسر رشتۂ گوہر ہوا

اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا
غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا۔

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

جب بتقریبِ سفر یار نے محمل باندھا
تپشِ شوق نے ہر ذرہ پہ اک دل باندھا

اہل بینش نے بحیرت کدۂ شوخیٔ ناز
جوہر آئینہ کو طوطیٔ بسمل باندھا

یاس و امید نے یک عربدہ میداں مانگا
عجزِ ہمت نے طلسم دلِ سائل باندھا

نہ بندھے تشنگیٔ ذوق کے مضموں غالب
گرچہ دل کھول کے دریا کو بھی ساحل باندھا

میں اور بزمِ مے سے یوں تشنہ کام آؤں
گر میں نے کی تھی توبہ ساقی کو کیا ہوا تھا

ہے ایک تیر جس میں دونوں چھدے پڑے ہیں
وہ دن گئے کہ اپنا دل سے جگر جدا تھا

درماندگی میں غالب کچھ بن پڑے تو جانوں
جب رشتہ بے گرہ تھا ناخن گرہ کشا تھا

گھر ہمارا جو نہ روتے بھی تو ویراں ہوتا
بحر گر بحر نہ ہوتا تو بیاباں ہوتا

تنگیٔ دل کا گلہ کیا یہ وہ کافر دل ہے
کہ اگر تنگ نہ ہوتا تو پریشاں ہوتا

بعد یک عمرِ ورع بار تو دیتا بارے
کاش رضواں ہی درِ یار کا درباں ہوتا



نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا
ڈبویا مجھ کو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

ہوا جب غم سے یوں بے حس تو غم کیا سر کے کٹنے کا
نہ ہوتا گر جدا تن سے تو زانو پر دھرا ہوتا

ہوئی مدت کہ غالب مر گیا پر یاد آتا ہے
وہ ہر اک بات پر کہنا کہ یوں ہوتا تو کیا ہوتا

یک ذرۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا
یاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالے کے داغ کا

بے مے کسے ہے طاقتِ آشوبِ آگہی
کھینچا ہے عجزِ حوصلہ نے خط ایاغ کا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہ ہائے گل / کہتے ہیں جسکو عشق خلل ہے دماغ کا

تازہ نہیں ہے نشۂ فکر سخن مجھے / تریاکی قدیم ہوں دود چراغ کا

سو بار بند عشق سے آزاد ہم ہوئے / پر کیا کریں کہ دل ہی عدو ہے فراغ کا

بیخون دل ہے چشم میں موج نگہ غبار / یہ میکدہ خراب ہے مے کے سُراغ کا

باغ شگفتہ تیرا بساط نشاط دل  
ابر بہار خمکدہ کس کے دماغ کا

وہ مری چین جبیں سے غم پنہاں سمجھا / راز مکتوب بہ بے ربطی عنواں سمجھا

یک الف بیش نہیں صیقل آئینہ ہنوز / چاک کرتا ہوں میں جب سے کہ گریباں سمجھا

شرح اسباب گرفتاری خاطر مت پوچھ / اسقدر تنگ ہوا دل کہ میں زنداں سمجھا

بدگمانی نے نہ چاہا اُسے سرگرم خرام / رُخ پہ ہر قطرۂ عرق دیدۂ حیراں سمجھا

عجز سے اپنے یہ جانا کہ وہ بدخو ہوگا / نبض خس سے تپش شعلۂ سوزاں سمجھا

سفر عشق میں کی ضعف نے راحت طلبی / ہر قدم سایہ کو میں اپنے شبستاں سمجھا

تھا گریزاں مژہ یار سے دل تا دم مرگ / دفع پیکاں قضا اسقدر آساں سمجھا

دل دیا جان کے کیوں اسکو وفادار اسد  
غلطی کی کہ جو کافر کو مسلماں سمجھا

پھر مجھے دیدۂ تر یاد آیا / دل جگر تشنۂ فریاد آیا

دم لیا تھا نہ قیامت نے ہنوز / پھر ترا وقت سفر یاد آیا

سادگیہائے تمنا یعنے / پھر وہ نیرنگ نظر یاد آیا

عذر واماندگی اے حسرت دل / نالہ کرتا تھا جگر یاد آیا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

زندگی یوں بھی گذر ہی جاتی
کیوں ترا راہگذر یاد آیا

کیا ہی رضواں سے لڑائی ہوگی
گھر ترا خلد میں گر یاد آیا

آہ وہ جرأتِ فریاد کہاں
دل سے تنگ آکے جگر یاد آیا

پھر ترے کوچہ کو جاتا ہے خیال
دلِ گم گشتہ مگر یاد آیا

کوئی ویرانی سی ویرانی ہے
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا

میں نے مجنوں پہ لڑکپن میں اسد
سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا

ہوئی تاخیر تو کچھ باعثِ تاخیر بھی تھا
آپ آتے تھے مگر کوئی عناگیر بھی تھا

تمسے بیجا ہے مجھے اپنی تباہی کا گلہ
اُس میں کچھ شائبۂ خوبیِ تقدیر بھی تھا

تو مجھے بھول گیا ہو تو پتا بتلادوں
کبھی فتراک میں تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

قید میں ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد
ہاں کچھ اک رنجِ گرانباریِ زنجیر بھی تھا

بجلی اک کوند گئی آنکھوں کے آگے تو کیا
بات کرتے کہ میں لب تشنۂ تقریر بھی تھا

یوسف اُسکو کہوں اور کچھ نہ کہے خیر ہوئی
گر بگڑ جاتا تو میں لائقِ تعزیر بھی تھا

دیکھ کر غیر کو ہو کیوں نہ کلیجہ ٹھنڈا
نالہ کرتا تھا ولے طالبِ تاثیر بھی تھا

پیشہ میں عیب نہیں رکھیے نہ فرہاد کو نام
ہم ہی آشفتہ سروں میں وہ جواں میر بھی تھا

ہم تھے مرنے کو کھڑے پاس نہ آیا نہ سہی
آخر اس شوخ کی ترکش میں کوئی تیر بھی تھا

پکڑے جاتے ہیں فرشتوں کے لکھے پر ناحق
آدمی کوئی ہمارا دمِ تحریر بھی تھا

ریختے کے تمھیں اُستاد نہیں ہو غالب
کہتے ہیں اگلے زمانے میں کوئی میر بھی تھا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

لب خشک در تشنگی مردگاں تھا ۔ زیارت کدہ ہوں دل آزردگاں کا
ہمہ نا اُمیدی ہمہ بدگمانی ۔ میں دل ہوں فریب وفا خوردگاں کا

———)٭(———

تو دوست کسی کا بھی ستمگر نہ ہوا تھا ۔ اوروں پہ ہے وہ ظلم کہ مجھ پر نہ ہوا تھا
چھوڑا مہ نخشب کی طرح دست قضا نے ۔ خورشید ہنوز اسکے برابر نہ ہوا تھا
توفیق باندازۂ ہمت ہے ازل سے ۔ آنکھوں میں ہے وہ قطرہ کہ گوہر نہ ہوا تھا
جب تک کہ نہ دیکھا تھا قد یار کا عالم ۔ میں معتقد فتنۂ محشر نہ ہوا تھا
میں سادہ دل آزردگی یار سے خوش ہوں ۔ یعنے سبق شوق مکرر نہ ہوا تھا
دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک ۔ میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

جاری تھی اسد داغ جگر سے مری تحصیل
آتشکدہ جاگیر سمندر نہ ہوا تھا

شب کہ وہ مجلس فروز خلوت ناموس تھا ۔ رشتۂ ہر شمع خار کسوت فانوس تھا
مشہد عاشق سے کوسوں تک جو اُگتی ہے حنا ۔ کسقدر یارب ہلاک حسرت پابوس تھا
حاصل الفت نہ دیکھا جز شکست آرزو ۔ دل بدل پیوستہ گویا اک لب افسوس تھا
کیا کہوں بیماری غم کی فراغت کا بیاں ۔ جو کہ کھایا خون دل بے منت کیموس تھا

———)٭(———

آئینہ دیکھ اپنا سا منہ لیکے رہ گئے ۔ صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا
قاصد کو اپنے ہاتھ سے گردن نہ ماریے ۔ اسکی خطا نہیں ہے یہ میرا قصور تھا

———)٭(———

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

عرض نیاز عشق کے قابل نہیں رہا
جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

جاتا ہوں داغ حسرت ہستی لئے ہوئے
ہوں شمع کشتہ درخور محفل نہیں رہا

مرنے کی اے دل اور ہی تدبیر کر کہ میں
شایان دست و بازوے قاتل نہیں رہا

بر روے شش جہت در آئینہ باز ہے
یاں امتیاز ناقص و کامل نہیں رہا

وا کر دیے ہیں شوق نے بند نقاب حسن
غیر از نگاہ اب کوئی حائل نہیں رہا

گو میں رہا رہین ستمہاے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

دل سے ہواے کشت وفا مٹ گئی کہ واں
حاصل سواے حسرت حاصل نہیں رہا

بیداد عشق سے نہیں ڈرتا مگر اسد
جس دل پہ ناز تھا مجھے وہ دل نہیں رہا

رشک کہتا ہے کہ اسکا غیر سے اخلاص حیف
عقل کہتی ہے کہ وہ بے مہر کسکا آشنا

ذرہ ذرہ ساغر میخانۂ نیرنگ ہے
گردش مجنوں بچشمکہاے لیلا آشنا

شوق ہے ساماں طراز نازش ارباب عجز
ذرہ صحرا دستگاہ و قطرہ دریا آشنا

میں اور اک آفت کا ٹکڑا وہ دل وحشی کہ ہے
عافیت کا دشمن اور آوارگی کا آشنا

شکوہ سنج رشک ہمدیگر نہ رہنا چاہیے
میرا زانو مونس اور آئینہ تیرا آشنا

کوہکن نقاش یک تمثال شیریں تھا اسد
سنگ سے سر مار کر ہووے نہ پیدا آشنا

ذکر اس پری وش کا اور پھر بیاں اپنا
بن گیا رقیب آخر تھا جو رازداں اپنا

مے وہ کیوں بہت پیتے بزم غیر میں یا رب
آج ہی ہوا منظور اُنکو امتحاں اپنا

منظر اک بلندی پر اور ہم بنا سکتے
عرش سے اُدھر ہوتا کاشکے مکاں اپنا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

دی وہ جس قدر ذلت ہم ہنسی میں ٹالیں گے
بارے آشنا نکلا ان کا پاسباں اپنا

درد دل لکھوں کب تک جاؤں ان کو دکھلاؤں
انگلیاں فگار اپنی خامہ خونچکاں اپنا

گھستے گھستے مٹ جاتا آپ نے عبث بدلا
ننگ سجدہ سے میرے سنگ آستاں اپنا

تا کرے نہ غمازی کر لیا ہے دشمن کو
دوست کی شکایت میں ہم نے ہمزباں اپنا

ہم کہاں کے دانا تھے کس ہنر میں یکتا تھے
بے سبب ہوا غالبؔ دشمن آسماں اپنا

سرمۂ مفت نظر ہوں مری قیمت یہ ہے
کہ رہے چشم خریدار پہ احساں میرا

رخصت نالہ مجھے دے کہ مبادا ظالم
تیرے چہرے سے ہو ظاہر غم پنہاں میرا

---

غافل بوہم ناز خود آرا ہے ورنہ یاں
بے شانۂ صبا نہیں طرہ گیاہ کیا

بزم قدح سے عیش تمنا نہ رکھ کہ رنگ
صید ز دام جستہ ہے اس دامگاہ کیا

---

رحمت اگر قبول کرے کیا بعید ہے
شرمندگی سے عذر نہ کرنا گناہ کا

مقتل کو کس نشاط سے جاتا ہوں میں کہ ہے
پر گل خیال زخم سے دامن نگاہ کا

جاں در ہوائے یک نگہ گرم ہے اسدؔ
پروانہ ہے وکیل ترے داد خواہ کا

جور سے باز آئے پر باز آئیں کیا
کہتے ہیں ہم تجھ کو منہ دکھلائیں کیا

رات دن گردش میں ہیں سات آسماں
ہو رہے گا کچھ نہ کچھ گھبرائیں کیا

لاگ ہو تو اس کو ہم سمجھیں لگاؤ
جب نہ ہو کچھ بھی تو دھوکا کھائیں کیا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

ہو لئے کیوں نامہ بر کے ساتھ ساتھ — یا رب اپنے خط کو ہم پہونچائیں کیا
موج خوں سر سے گذر ہی کیوں نہ جائے — آستانِ یار سے اُٹھ جائیں کیا
عمر بھر دیکھا کیا مرنے کی راہ — مر گئے پر دیکھئے دکھلائیں کیا

پوچھتے ہیں وہ کہ غالب کون ہے
کوئی بتلاؤ کہ ہم بتلائیں کیا

لطافت بے کثافت جلوہ پیدا کر نہیں سکتی — چمن زنگار ہے آئینۂ بادِ بہاری کا
حریفِ جوششِ دریا نہیں خودداریِ ساحل — جہاں ساقی ہو تو باطل ہے دعوےٰ ہوشیاری کا

---

عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا — درد کا حد سے گذرنا ہے دوا ہو جانا
تجھ سے قسمت میں مری صورتِ قفلِ ابجد — تھا لکھا بات کے بنتے ہی جدا ہو جانا
دل ہوا کشمکشِ چارۂ زحمت میں تمام — مٹ گیا گھسنے میں اس عقدہ کا وا ہو جانا
اب جفا سے بھی ہیں محروم ہم اللہ اللہ — اسقدر دشمنِ اربابِ وفا ہو جانا
ضعف سے گریہ مبدل بدمِ سرد ہوا — باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا
دل سے مٹنا تری انگشتِ حنائی کا خیال — ہو گیا گوشت سے ناخن کا جدا ہو جانا
ہے مجھے ابرِ بہاری کا برس کر کھلنا — روتے روتے شبِ فرقت میں فنا ہو جانا
گر نہیں نکہتِ گل کو ترے کوچہ کی ہوس — کیوں ہے گردِ رہِ جولانِ صبا ہو جانا
تاکہ تجھ پر کھلے اعجازِ ہوائے صیقل — دیکھ برسات میں سبز آئینہ کا ہو جانا

بخشے ہے جلوۂ گل ذوقِ تماشا غالب
چشم کو چاہئے ہر رنگ میں وا ہو جانا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

## باب الباء

پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موج شراب — دے بطِ مے کو دل و دست شنا موج شراب
پوچھ مت وجہ سیہ مستی ارباب چمن — سایۂ تاک میں ہوتی ہے ہوا موج شراب
جو ہوا غرقۂ مے بخت رسا رکھتا ہے — سر سے گذرے پہ بھی ہی بال ہما موج شراب
ہی یہ برسات وہ موسم کہ عجب کیا ہی اگر — موج ہستی کو کرے فیض ہوا موج شراب
چار موج اُٹھتی ہی طوفان طرب سے ہر سو — موج گل موج شفق موج صبا موج شراب
جسقدر روح نباتی ہی جگر تشنۂ ناز — دے ہی تسکین بدم آب بقا موج شراب
بسکہ دوڑی ہی رگ تاک میں خوں ہو ہو کر — شہپر رنگ سے ہی بال کشا موج شراب
موجۂ گل سی چراغاں ہی گذرگاہ خیال — ہی تصور میں زبس جلوہ نما موج شراب
نشہ کی پردے میں ہی محو تماشائے دماغ — بسکہ رکھتی ہی سر نشو و نما موج شراب
ایک عالم پہ ہیں طوفانی کیفیت فصل — موجۂ سبزۂ نوخیز سے تا موج شراب
شرح ہنگامۂ ہستی ہی زہے موسم گل — رہبر قطرہ بدریا ہی خوشا موج شراب

ہوش اُڑتے ہیں مرے جلوۂ گل دیکھ اسد
پھر ہوا وقت کہ ہو بال کشا موج شراب

## باب التاء

افسوس کہ دیداں کا کیا رزق فلک نے — جن لوگوں کے تھے درخور عقد گہر انگشت
کافی ہی نشانی تری چھلے کا نہ دینا — خالی مجھے دکھلا کے بوقت سفر انگشت

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

لکھتا ہوں اسدؔ سوزش دل سے سخن گرم
تا رکھ نہ سکے کوئی مرے حرف پر انگشت

رہا گر کوئی تا قیامت سلامت
پھر اک روز مرنا ہے حضرت سلامت

جگر کو مرے عشق خونابہ مشرب
لکھے ہے خداوند نعمت سلامت

علی الرغم دشمن شہید وفا ہوں
مبارک مبارک سلامت سلامت

نہیں گر سر و برگ ادراک معنی،
تماشائے نیرنگ صورت سلامت

---

مُند گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں غالبؔ
یار لائے مرے بالیں پہ اُسے پر کس وقت

---

آمد خط سے ہوا ہے سرد جو بازار دوست
دُود شمع کشتہ تھا شاید خط رخسار دوست

اے دل ناعاقبت اندیش ضبط شوق کر
کون لا سکتا ہے تاب جلوۂ دیدار دوست

خانہ ویراں سازی حیرت تماشا کیجیے
صورت نقش قدم ہوں رفتۂ رفتار دوست

عشق میں بیداد رشک غیر نے مارا مجھے
کشتۂ دشمن ہوں آخر گرچہ تھا بیمار دوست

چشم ما روشن کہ اُس بیدرد کا دل شاد ہے
دیدۂ پرخوں ہمارا ساغر سرشار دوست

غیر یوں کرتا ہے میری پرسش اسکے ہجر میں
بے تکلف دوست ہو جیسے کوئی غمخوار دوست

تاکہ میں جانوں کہ ہے اُسکی رسائی واں تلک
مجھ کو دیتا ہے پیام وعدۂ دیدار دوست

جبکہ میں کرتا ہوں اپنا شکوۂ ضعف دماغ
سر کرے ہے وہ حدیث زلف عنبر بار دوست

چپکے چپکے مجھ کو روتے دیکھ پاتا ہے اگر،
ہنس کے کرتا ہے بیان شوخی گفتار دوست

مہربانیہائے دشمن کی شکایت کیجیے
یا بیاں کیجیے سپاس لذت آزار دوست

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

یہ غزل اپنی مجھے جی سے پسند آتی ہے آپ
ہے ردیف شعر میں غالبؔ ز بس تکرار دوست

## باب الجیم

گلشن میں بندوبست برنگ دگر ہے آج
قمری کا طوق حلقۂ بیرون در ہے آج

آتا ہے ایک پارۂ دل ہر فغاں کے ساتھ
تار نفس کمند شکار اثر ہے آج

اے عافیت کنارہ کر اے انتظام چل
سیلاب گریہ درپئے دیوار و در ہے آج

لو ہم مریض عشق کے بیمار دار ہیں
اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج

## باب جیم فارسی

نفس نہ انجمن آرزو سے باہر کھینچ
اگر شراب نہیں انتظار ساغر کھینچ

کمال گرمی سعی تلاش دید نہ پوچھ
برنگ خار مرے آئینہ سے جوہر کھینچ

تجھے بہانۂ راحت ہے انتظار اے دل
کیا ہے کس نے اشارہ کہ ناز بستر کھینچ

تری طرف ہے بحسرت نظارۂ نرگس
بکوری دل و چشم رقیب ساغر کھینچ

بہ نیم غمزہ ادا کر حق ودیعت ناز
نیام پردۂ زخم جگر سے خنجر کھینچ

مرے قدح میں ہے صہبای آتش پنہاں
بروئے سفرہ کباب دل سمندر کھینچ

## باب الدال

حسن غمزے کی کشاکش سے چھٹا میرے بعد
بارے آرام سے ہیں اہل جفا میرے بعد

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

منصب شیفتگی کے کوئی قابل نہ رہا / ہوئی معزولیِ انداز و ادا میرے بعد

شمع بجھتی ہے تو اس میں سے دھواں اٹھتا ہے / شعلۂ عشق سیہ پوش ہوا میرے بعد

خوں ہے دل خاک میں احوال بتاں پر یعنی / اُنکے ناخن ہوئے محتاج حنا میرے بعد

در خور عرض نہیں جوہر بیداد کو جا / نگہ ناز ہے سرمے سے خفا میرے بعد

ہے جنوں اہل جنوں کیلئے آغوش وداع / چاک ہوتا ہے گریباں سے جدا میرے بعد

کون ہوتا ہے حریف مے مرد افگن عشق / ہے مکرر لب ساقی پہ صلا میرے بعد

غم سے مرتا ہوں کہ اتنا نہیں دنیا میں کوئی / کہ کرے تعزیت مہر و وفا میرے بعد

آئے ہے بیکسی عشق پہ رونا غالب
کس کے گھر جائیگا سیلاب بلا میرے بعد

## باب الراء

بلا سے ہیں جو یہ پیش نظر در و دیوار / نگاہ شوق کو ہیں بال و پر در و دیوار

وفور اشک نے کاشانہ کا کیا یہ رنگ / کہ ہوگئے مرے دیوار و در در و دیوار

نہیں ہے سایہ کہ سُنکر نوید مقدم یار / گئے ہیں چند قدم پیشتر در و دیوار

ہوئی ہے کسقدر ارزانی مے جلوہ / کہ مست ہے ترے کوچے میں ہر در و دیوار

جو ہے تجھے سر سودائے انتظار تو آ / کہ ہیں دکان متاع نظر در و دیوار

ہجوم گریہ کا سامان کب کیا میں نے / کہ گر پڑے نہ مرے پانوں پر در و دیوار

وہ آرہا مرے ہمسایہ میں تو سائے سے / ہوئے فدا در و دیوار پر در و دیوار

نظر میں کھٹکے ہے بن تیرے گھر کی آبادی / ہمیشہ روتے ہیں ہم دیکھ کر در و دیوار

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

نہ پوچھ بیخودیِ عیشِ مقدمِ سیلاب — کہ ناچتے ہیں پڑے سر بسر در و دیوار

نہ کہہ کسی سے کہ غالب نہیں زمانے میں
حریفِ رازِ محبت مگر در و دیوار

گھر جب بنا لیا ترے در پر کہے بغیر — جانے گا اب بھی تو نہ مرا گھر کہے بغیر

کہتے ہیں جب رہی نہ مجھے طاقتِ سخن — جانوں کسی کے دل کی میں کیونکر کہے بغیر

کام اُس سے آ پڑا ہی کہ جسکا جہان میں — لیوے نہ کوئی نام ستمگر کہے بغیر

جی میں ہی کچھ نہیں ہی ہمارے وگرنہ ہم — سر جائے یا رہی نہ رہیں پر کہے بغیر

چھوڑونگا میں نہ اُس بتِ کافر کا پوجنا — چھوڑے نہ خلق گو مجھے کافر کہے بغیر

مقصد ہی ناز و غمزہ ولے گفتگو میں کام — چلتا نہیں ہی دشنہ و خنجر کہے بغیر

ہر چند ہو مشاہدۂ حق کی گفتگو — بنتی نہیں ہی بادہ و ساغر کہے بغیر

بہرا ہوں میں تو چاہیے دونا ہو التفات — سنتا نہیں ہوں بات مکرر کہے بغیر

غالب نہ کر حضور میں تو بار بار عرض
ظاہر ہے تیرا حال سب اُن پر کہے بغیر

کیوں جل گیا نہ تابِ رخِ یار دیکھ کر — جلتا ہوں اپنی طاقتِ دیدار دیکھ کر

آتش پرست کہتے ہیں اہلِ جہاں مجھے — سرگرمِ نالہائے شرربار دیکھ کر

کیا آبروئے عشق جہاں عام ہو جفا — رکتا ہوں تم کو بے سبب آزار دیکھ کر

آتا ہی میرے قتل کو پر جوشِ رشک سے — مرتا ہوں اُسکے ہاتھ میں تلوار دیکھ کر

ثابت ہوا ہی گردنِ مینا پہ خونِ خلق — لرزے ہی موجِ مے تری رفتار دیکھ کر

واحسرتا کہ یار نے کھینچا ستم سے ہاتھ — ہمکو حریصِ لذتِ آزار دیکھ کر

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

بکجاتے ہیں ہم آپ متاع سخن کے ساتھ
لیکن عیار طبع خریدار دیکھ کر

زنار باندھ سبحۂ صد دانہ توڑ ڈال
رہرو چلے ہے راہ کو ہموار دیکھ کر

ان آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہوا ہے راہ کو پر خار دیکھ کر

کیا بدگماں ہے مجھ سے کہ آئینہ میں مرے
طوطی کا عکس سمجھے ہے زنگار دیکھ کر

گرنی تھی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر
دیتے ہیں بادہ ظرف قدح خوار دیکھ کر

سر پھوڑنا وہ غالب شوریدہ حال کا
یاد آگیا مجھے تری دیوار دیکھ کر

لرزتا ہے مرا دل زحمت مہر درخشاں پر
میں ہوں وہ قطرۂ شبنم کہ ہو خار بیاباں پر

نہ چھوڑی حضرت یوسف نے یاں بھی خانہ آرائی
سفیدی دیدۂ یعقوب کی پھرتی ہے زنداں پر

فنا تعلیم درس بیخودی ہوں اس زمانے سے
کہ مجنوں لام الف لکھتا تھا دیوار دبستاں پر

فراغت کسقدر رہتی مجھے تشویش مرہم سے
بہم گر صلح کرتے پارہائے دل نمکداں پر

نہیں اقلیم الفت میں کوئی طومار ناز ایسا
کہ پشت چشم سے جسکی نہووے مہر عنواں پر

مجھے اب دیکھکر ابر شفق آلودہ یاد آیا
کہ فرقت میں تری آتش برستی تھی گلستاں پر

بجز پرواز شوق ناز کیا باقی رہا ہوگا
قیامت اک ہوائے تند ہے خاک شہیداں پر

نہ لڑ ناصح سے غالب کیا ہوا گر اسنے شدت کی
ہمارا بھی تو آخر زور چلتا ہے گریباں پر

ہے بسکہ ہر اک انکے اشارہ میں نشاں اور
کرتے ہیں محبت تو گذرتا ہے گماں اور

یارب وہ نہ سمجھے ہیں نہ سمجھیں گے مری بات
دے اور دل انکو جو نہ دے مجھ کو زباں اور

ابرو سے ہے کیا اس نگہ ناز کو پیوند
ہے تیر مقرر مگر اسکی ہے کماں اور

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

تم شہر میں ہو تو ہمیں کیا غم جب اُٹھینگے
لے آئینگے بازار سے جا کر دل و جاں اور

ہر چند سبکدست ہوئے بت شکنی میں
ہم ہیں تو ابھی راہ میں ہی سنگ گراں اور

ہی خون جگر جوش میں دل کھول کے روتا
ہوتے جو کئی دیدۂ خونابہ فشاں اور

مرتا ہوں اس آواز پہ ہر چند سر اڑ جائے
جلاد کو لیکن وہ کہے جائیں کہ ہاں اور

لوگوں کو ہی خورشید جہانتاب کا دھوکا
ہر روز دکھاتا ہوں میں اک داغ نہاں اور

لیتا نہ اگر دل تمھیں دیتا کوئی دم چین
کرتا جو نہ مرتا کوئی دن آہ و فغاں اور

پاتے نہیں جب راہ تو چڑھ جاتے ہیں نالے
رکتی ہی مری طبع تو ہوتی ہی رواں اور

ہیں اور بھی دنیا میں سخنور بہت اچھے
کہتے ہیں کہ غالب کا ہی انداز بیاں اور

صفائے حیرت آئینہ ہی سامان زنگ آخر
تغیر آب برجا ماندہ کا پاتا ہی رنگ آخر

نہ کی سامان عیش و جاہ نے تدبیر وحشت کی
ہوا جام زمرد بھی مجھے داغ پلنگ آخر

---

جنوں کی دستگیری کس سے ہو گر ہو نہ عریانی
گریباں چاک کا حق ہو گیا ہی میری گردن پر

برنگ کاغذ آتش زدہ نیرنگ بیتابی
ہزار آئینہ دل باندھے ہی بال یک تپیدن پر

فلک سے ہمکو عیش رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہی
متاع بردہ کو سمجھے ہوئے ہیں قرض رہزن پر

ہم اور وہ بے سبب رنج آشنا دشمن کہ رکھتا ہی
شعاع مہر سے تہمت نگہ کی چشم روزن پر

فنا کو سونپ گر مشتاق ہی اپنی حقیقت کا
فروغ طالع خاشاک ہی موقوف گلخن پر

اسد بسمل ہی کس انداز کا قاتل سے کہتا ہی
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

ستمکش مصلحت سے ہوں کہ خوباں تجھ پہ عاشق ہیں
تکلف برطرف ملجائیگا تجھ سا رقیب آخر

---

لازم تھا کہ دیکھو مرا رستا کوئی دن اور
تنہا گئے کیوں اب رہو تنہا کوئی دن اور

مٹ جائیگا سر گر ترا پتھر نہ گھسے گا
ہوں در پہ ترے ناصیہ فرسا کوئی دن اور

آئے ہو کل اور آج ہی کہتے ہو کہ جاؤں
مانا کہ ہمیشہ نہیں اچھا کوئی دن اور

جاتے ہوئے کہتے ہو قیامت کو ملینگے
کیا خوب قیامت کا ہے گویا کوئی دن اور

ہاں اے فلک پیر جواں تھا ابھی عارف
کیا تیرا بگڑتا جو نہ مرتا کوئی دن اور

تم ماہ شب چار دہم تھے مرے گھر کے
پھر کیوں نہ رہا گھر کا وہ نقشا کوئی دن اور

تم کون سے تھے ایسے کھرے داد و ستد کے
کرتا ملک الموت تقاضا کوئی دن اور

مجھ سے تمھیں نفرت سہی نیر سے لڑائی
بچوں کا بھی دیکھا نہ تماشا کوئی دن اور

گذری نہ بہر حال یہ مدت خوش و ناخوش
کرنا تھا جواں مرگ گذارا کوئی دن اور

ناداں ہو جو کہتے ہو کہ کیوں جیتے ہیں غالب
قسمت میں ہے مرنے کی تمنا کوئی دن اور

## باب الزاء

فارغ مجھے نہ جان کہ مانند صبح و مہر
ہے داغ عشق زینت جیب کفن ہنوز

ہے ناز مفلساں زر از دست رفتہ پر
ہوں گلفروش شوخی داغ کہن ہنوز

میخانۂ جگر میں یہاں خاک بھی نہیں
خمیازہ کھینچے ہے بت بیداد فن ہنوز

---

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

حریف مطلبِ مشکل نہیں فسونِ نیاز
دعا قبول ہو یارب کہ عمرِ خضر دراز

نہ ہو بہرزہ بیاباں نوردِ وہمِ وجود
ہنوز تیرے تصوّر میں ہی نشیب و فراز

وصالِ جلوہ تماشا ہے پر دماغ کہاں
کہ دیجے آئینۂ انتظار کو پرواز

ہر ایک ذرّۂ عاشق ہی آفتاب پرست
گئی نہ خاک ہوئے پر ہوائے جلوۂ ناز

نہ پوچھ وسعتِ میخانۂ جنوں غالبؔ
جہاں یہ کاسۂ گردوں ہی ایک خاک انداز

وسعتِ سعیِ کرم دیکھ کہ سرتاسرِ خاک
گذرے ہے آبلہ پا ابرِ گہربار ہنوز

یک قلم کاغذِ آتش زدہ ہی صفحۂ دشت
نقشِ پا میں ہی تپِ گرمیِ رفتار ہنوز

---

کیونکر اُس بت سے رکھوں جان عزیز
کیا نہیں ہے مجھے ایمان عزیز

دل سے نکلا پہ نہ نکلا دل سے
ہے ترے تیر کا پیکان عزیز

تاب لاتے ہی بنے گی غالبؔ
واقعہ سخت ہے اور جان عزیز

نہ گلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز
میں ہوں اپنی شکست کی آواز

تو اور آرائشِ خمِ کاکل
میں اور اندیشہائے دور دراز

لافِ تمکیں فریبِ سادہ دلی
ہم ہیں اور رازہائے سینہ گداز

ہوں گرفتارِ الفتِ صیّاد
ورنہ باقی ہے طاقتِ پرواز

وہ بھی دن ہو کہ اُس ستمگر سے
ناز کھینچوں بجائے حسرتِ ناز

نہیں دل میں مرے وہ قطرۂ خوں
جس سے مژگاں ہوئی نہ ہو گلباز

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

اے ترا غمزہ اک قلم انگیز — اے ترا ظلم سر بسر انداز
تو ہوا جلوہ گر مبارک ہو — ریزش سجدۂ جبین نیاز
مجھ کو پوچھا تو کچھ غضب نہ ہوا — میں غریب اور تو غریب نواز
اسد اللہ خاں تمام ہوا
اے دریغا وہ رند شاہد باز

## باب سین مہملہ

قرو اے ذوق اسیری کہ نظر آتا ہے — دام خالی قفس مرغ گرفتار کے پاس
جگر تشنۂ آزار تسلی نہ ہوا — جوئے خوں ہمنے بہائی بن ہر خار کے پاس
مند گئیں کھولتے ہی کھولتے آنکھیں ہے ہے — خوب وقت آئے تم اس عاشق بیمار کے پاس
میں بھی رک رک کے نہ مرتا جو زباں کے بدلے — دشنہ اک تیز سا ہوتا مرے غمخوار کے پاس
دہن شیر میں جا بیٹھے لیکن اے دل — نہ کھڑے ہو جیے خوبان دل آزار کے پاس
دیکھ کر تجھ کو چمن بسکہ نمو کرتا ہے — خود بخود پہنچے ہے گل گوشۂ دستار کے پاس
مر گیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہے ہے
بیٹھنا اسکا وہ آ کر تری دیوار کے پاس

## باب شین معجمہ

نہ لیوے گر خس جوہر طراوت سبزۂ خط سے — لگاوے خانۂ آئینہ میں روئے نگار آتش
فروغ حسن سے ہوتی ہے حل مشکل عاشق — نہ نکلے شمع کے پا سے نکالے گر نہ خار آتش

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

## باب عین مہملہ

جادۂ رہ خور کو وقت شام ہے تار شعاع — چرخ وا کرتا ہے ماہ نو سے آغوش وداع

رخ نگار سے ہے سوز جاودانی شمع — ہوئی ہے آتش گل آب زندگانی شمع
زبان اہل زباں میں ہے مرگ خاموشی — یہ بات بزم میں روشن ہوئی زبانی شمع
کرے ہے صرف بایمائے شعلہ قصہ تمام — بطرز اہل فنا ہے فسانہ خوانی شمع
غم اسکو حسرت پروانہ کا ہے اے شعلہ — ترے لرزنے سے ظاہر ہے ناتوانی شمع
ترے خیال سے روح اہتزاز کرتی ہے — بجلوہ ریزی باد و بہ پر فشانی شمع
نشاط داغ غم عشق کی بہار نہ پوچھ — شگفتگی ہے شہید گل خزانی شمع

جلے ہے دیکھ کے بالین یار پر مجھکو
نہ کیوں ہو دل پہ مرے داغ بدگمانی شمع

## باب الفاء

بیم رقیب سے نہیں کرتے وداع ہوش — مجبور یاں تلک ہوئے اے اختیار حیف
جلتا ہے دل کہ کیوں نہ ہم اکبار جل گئے — اے ناتمامی نفس شعلہ بار حیف

## باب کاف تازی

زخم پر چھڑکیں کہاں طفلان بے پروا نمک — کیا مزہ ہوتا اگر پتھر میں بھی ہوتا نمک
گرد راہ یار ہے سامان ناز زخم دل — ورنہ ہوتا ہے جہاں میں کسقدر پیدا نمک

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

مجھکو ارزانی رہے تجھکو مبارک ہو جیو
نالۂ بلبل کا درد اور خندۂ گل کا نمک

شور جولاں تھا کنار بحر پر کسکا کہ آج
گرد ساحل ہے بزخم موجۂ دریا نمک

داد دیتا ہے مرے زخم جگر کی واہ واہ
یاد کرتا ہے مجھے دیکھے ہے وہ جس جا نمک

چھوڑکر جانا تن مجروح عاشق حیف ہے
دل طلب کرتا ہے زخم اور مانگے ہیں اعضا نمک

غیر کی منت نہ کھینچونگا پئے توقیر درد
زخم مثل خندۂ قاتل ہے سرتاپا نمک

یاد ہیں غالب تجھے وہ دن کہ وجد ذوق میں
زخم سے گرتا تو میں پلکوں سے چنتا تھا نمک

آہ کو چاہیئے اک عمر اثر ہونے تک
کون جیتا ہے تری زلف کے سر ہونے تک

دام ہر موج میں ہے حلقۂ صد کام نہنگ
دیکھیں کیا گذری ہے قطرہ پہ گہر ہونے تک

عاشقی صبر طلب اور تمنا بیتاب
دل کا کیا رنگ کروں خون جگر ہونے تک

ہمنے مانا کہ تغافل نہ کروگے لیکن
خاک ہو جائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک

پرتو خور سے ہے شبنم کو فنا کی تعلیم
میں بھی ہوں ایک عنایت کی نظر ہونے تک

یک نظر بیش نہیں فرصت ہستی غافل
گرمی بزم ہے اک رقص شرر ہونے تک

غم ہستی کا اسد کس سے ہو جز مرگ علاج
شمع ہر رنگ میں جلتی ہے سحر ہونے تک

## باب کاف فارسی

گر تجھکو ہے یقین اجابت دعا نہ مانگ
یعنے بغیر یک دل بے مدعا نہ مانگ

آتا ہے داغ حسرت دل کا شمار یاد
مجھ سے مرے گنہ کا حساب اے خدا نہ مانگ

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

## باب اللام

ہے کسقدر ہلاک فریبِ وفائے گل
بلبل کے کاروبار پہ ہیں خندہائے گل

آزادی نسیم مبارک کہ ہر طرف
ٹوٹے پڑے ہیں حلقۂ دام ہوائے گل

جو تھا سو موج رنگ کے دھوکے میں مر گیا
اے وائے نالۂ لب خونیں نوائے گل

خوشحال اُس حریف سیہ مست کا کہ جو
رکھتا ہو مثل سایۂ گل سر بپائے گل

ایجاد کرتی ہو اسے تیرے لئے بہار
میرا رقیب ہے نفس عطر سائے گل

شرمندہ رکھتے ہیں مجھے بادِ بہار سے
مینائے بے شراب و دلِ بے ہوائے گل

سطوت سے تیرے جلوۂ حسن غیور کی
خوں ہو مری نگاہ میں رنگ ادائے گل

تیرے ہی جلوہ کا ہے یہ دھوکا کہ آج تک
بے اختیار دوڑے ہے گل در قفائے گل

غالب مجھے ہے اُس سے ہم آغوشی آرزو
جسکا خیال ہے گل جیب قبائے گل

## باب المیم

غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس
برق سے کرتے ہیں روشن شمع ماتم خانہ ہم

محفلیں برہم کرے ہے گنجفہ باز خیال
ہیں ورق گردانی نیرنگ یک بتخانہ ہم

باوجود یک جہاں ہنگامہ پیدائی نہیں
ہیں چراغانِ شبستانِ دلِ پروانہ ہم

ضعف سے ہے نے قناعت سے یہ ترک جستجو
ہیں وبال تکیہ گاہ ہمت مردانہ ہم

دائم الحبس اسمیں ہیں لاکھوں تمنائیں اسد
جانتے ہیں سینۂ پرخوں کو زنداں خانہ ہم

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

بنالہ حاصل دلبستگی فراہم کر — متاع خانۂ زنجیر جز صدا معلوم

---

مجھ کو دیار غیر میں مارا وطن سے دور — رکھ لی مرے خدا نے مری بیکسی کی شرم
وہ حلقہ ہائے زلف کمیں میں ہیں اے خدا — رکھ لیجو میرے دعوے وارستگی کی شرم

## باب النون

لوں وام بخت خفتہ سے یک خواب خوش ولے — غالبؔ یہ خوف ہے کہ کہاں سے ادا کروں

---

وہ فراق اور وہ وصال کہاں — وہ شب و روز و ماہ و سال کہاں
فرصت کاروبار شوق کسے — ذوق نظارۂ جمال کہاں
دل تو دل وہ دماغ بھی نہ رہا — شور سودائے خط و خال کہاں
تھی وہ اک شخص کے تصور سے — اب وہ رعنائی خیال کہاں
ایسا آسان نہیں لہو رونا — دل میں طاقت جگر میں حال کہاں
ہم سے چھوٹا قمار خانۂ عشق — واں جو جاویں گرہ میں مال کہاں
فکر دنیا میں سر کھپاتا ہوں — میں کہاں اور یہ وبال کہاں
مضمحل ہو گئے قویٰ غالب — وہ عناصر میں اعتدال کہاں

کی وفا ہم سے تو غیر اسکو جفا کہتے ہیں — ہوتی آئی ہے کہ اچھوں کو برا کہتے ہیں
آج ہم اپنی پریشانی خاطر ان سے — کہنے جاتے تو ہیں پر دیکھیے کیا کہتے ہیں
اگلے وقتوں کے ہیں یہ لوگ انہیں کچھ نہ کہو — جو مے و نغمہ کو اندوہ ربا کہتے ہیں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

JNANA SIMHASAN JNANAMANDIR
LIBRARY
Jangamawadi Math, Varanasi
Acc. No. 7911

دل میں آجائی ہو ہوتی ہو جو فرصت غش سے
اور پھر کون سے نالہ کو رسا کہتے ہیں

ہے پرے سرحد ادراک سے اپنا مسجود
قبلہ کو اہل نظر قبلہ نما کہتے ہیں

پائے افگار پہ جب سے تجھے رحم آیا ہو
خار رہ کو ترے ہم مہر گیا کہتے ہیں

اک شرر دل میں ہو اس سے کوئی گھبرائیگا کیا
آگ مطلوب ہو ہمکو جو ہوا کہتے ہیں

دیکھئے لاتی ہو اس شوخ کی نخوت کیا رنگ
اُسکی ہر بات پہ ہم نام خدا کہتے ہیں

وحشت و شیفتہ اب مرثیہ کہویں شاید
مر گیا غالب آشفتہ نوا کہتے ہیں

آبرو کیا خاک اُس گل کی کہ گلشن میں نہیں
ہو گریباں ننگ پیراہن جو دامن میں نہیں

ضعف سے اے گریہ کچھ باقی مرے تن میں نہیں
رنگ ہو کر اُڑ گیا جو خون دامن میں نہیں

ہو گئے ہیں جمع اجزائے نگاہ آفتاب
ذرے اسکے گھر کی دیواروں کے روزن میں نہیں

کیا کہوں تاریکی زندان غم اندھیر ہے
پنبہ نور صبح سے کم جسکے روزن میں نہیں

رونق ہستی ہو عشق خانہ ویراں ساز سے
انجمن بے شمع ہو گر برق خرمن میں نہیں

زخم سلوانے سے مجھ پر چارہ جوئی کا ہو طعن
غیر سمجھا ہو کہ لذت زخم سوزن میں نہیں

بسکہ ہیں ہم اک بہار ناز کے مارے ہوئے
جلوۂ گل کے سوا گرد اپنے مدفن میں نہیں

قطرہ قطرہ اک ہیولیٰ ہو نئے ناسور کا
خون بھی ذوق درد سے فارغ مرے تن میں نہیں

لیگئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری
موج مے کی آج رگ مینا کی گردن میں نہیں

ہو فشار ضعف میں کیا ناتوانی کی نمود
قد کے جھکنے کی بھی گنجائش مرے تن میں نہیں

تھی وطن میں شان کیا غالب کہ ہو غربت میں قدر
بے تکلف ہوں وہ مشت خس کہ گلخن میں نہیں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

عہدے سے مدحِ ناز کے باہر نہ آسکا
گر اک ادا ہو تو اُسے اپنی قضا کہوں

حلقے ہیں چشمہائے کشادہ بسوئے دل
ہر تارِ زلف کو نگہِ سرمہ سا کہوں

میں اور صد ہزار نوائے جگر خراش
تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہوں

ظالم مرے گماں سے مجھے منفعل نہ چاہ
ہے ہے خدا نہ کردہ تجھے بیوفا کہوں

---

مہرباں ہو کے بلالو مجھے چاہو جسوقت
میں گیا وقت نہیں ہوں کہ پھر آبھی نہ سکوں

ضعف میں طعنۂ اغیار کا شکوہ کیا ہے
بات کچھ سر تو نہیں ہے کہ اُٹھا بھی نہ سکوں

زہر ملتا ہی نہیں مجھ کو ستمگر ورنہ
کیا قسم ہے ترے ملنے کی کہ کھا بھی نہ سکوں

---

ہمسے کھلجاؤ بوقت مے پرستی ایک دن
ورنہ ہم چھیڑینگے رکھ کر عذر مستی ایک دن

غرۂ اوج بنائے عالم امکاں نہ ہو
اس بلندی کے نصیبوں میں ہے پستی ایک دن

قرض کی پیتے تھے مے لیکن سمجھتے تھے کہ ہاں
رنگ لاویگی ہماری فاقہ مستی ایک دن

نغمہائے غم کو بھی اے دل غنیمت جانیے
بے صدا ہو جائیگا یہ ساز ہستی ایک دن

دھول دھپا اُس سراپا ناز کا شیوہ نہ تھا
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیشدستی ایک دن

---

ہم پر جفا سے ترک وفا کا گماں نہیں
اک چھیڑ ہے وگرنہ مراد امتحاں نہیں

کس منھ سے شکر کیجیے اس لطف خاص کا
پرسش ہے اور پائے سخن درمیاں نہیں

ہمکو ستم عزیز ستمگر کو ہم عزیز
نامہرباں نہیں ہے اگر مہرباں نہیں

بوسہ نہیں نہ دیجیے دشنام ہی سہی
آخر زباں تو رکھتے ہو تم گر دہاں نہیں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

ہر چند جانگدازیِ قہر و عتاب ہے ق ہر چند پشت گرمیِ تاب و تواں نہیں
جاں مطربِ ترانۂ ہل من مزید ہے لب پردہ سنجِ زمزمۂ الاماں نہیں
خنجر سے چیر سینہ اگر دل نہ ہو دو نیم دل میں چھری چبھو مژہ گر خونچکاں نہیں
ہے ننگِ سینہ دل اگر آتشکدہ نہ ہو ہے عارِ دل میں نفس اگر آذر فشاں نہیں
نقصاں نہیں جنوں میں بلا سے ہو گھر خراب سو گز زمین کے بدلے بیاباں گراں نہیں
کہتے ہو کیا لکھا ہے تری سرنوشت میں گویا جبیں پہ سجدۂ بت کا نشاں نہیں
پاتا ہوں اُس سے داد کچھ اپنے کلام کی روح القدس اگرچہ مرا ہمزباں نہیں

جاں ہے بہائے بوسہ ولے کیوں کہے ابھی
غالب کو جانتا ہے کہ وہ نیمجاں نہیں

مانعِ دشت نوردی کوئی تدبیر نہیں ایک چکر ہے مرے پانو میں زنجیر نہیں
شوق اُس دشت میں دوڑائے ہے مجھ کو کہ جہاں جادہ غیر از نگہِ دیدۂ تصویر نہیں
حسرتِ لذتِ آزار رہی جاتی ہے جادۂ راہِ وفا جز دمِ شمشیر نہیں
رنجِ نومیدیِ جاوید گوارا رہیو خوش ہوں گر نالہ زبونی کشِ تاثیر نہیں
سر کھجاتا ہے جہاں زخمِ سر اچھا ہو جائے لذتِ سنگ باندازۂ تقریر نہیں
جب کرم رخصتِ بیباکی و گستاخی دے کوئی تقصیر بجز خجلتِ تقصیر نہیں

غالب اپنا یہ عقیدہ ہے بقولِ ناسخ
آپ بے بہرہ ہے جو معتقدِ میر نہیں

مت مردمکِ دیدہ میں سمجھو یہ نگاہیں ہیں جمع سویدائے دلِ چشم میں آہیں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

برشگال گریۂ عاشق ہی دیکھا چاہئے — کھل گئی مانند گل سو جا سے دیوار چمن
الفت گل سے غلط ہی دعویٰ وارستگی — سرو ہی با وصف آزادی گرفتار چمن

---

عشق تاثیر سے نومید نہیں — جانسپاری شجر بید نہیں
سلطنت دست بدست آئی ہی — جام مے خاتم جمشید نہیں
ہے تجلی تری سامان وجود — ذرہ بے پرتو خورشید نہیں
راز معشوق نہ رسوا ہو جائے — ورنہ مر جانے میں کچھ بھید نہیں
گردش رنگ طرب سے ڈر ہی — غم محرومی جاوید نہیں
کہتے ہیں جیتے ہیں امید پہ لوگ — ہمکو جینے کی بھی امید نہیں

---

جہاں تیرا نقش قدم دیکھتے ہیں — خیاباں خیاباں ارم دیکھتے ہیں
دل آشفتگاں خال کنج دہن کے — سویدا میں سیر عدم دیکھتے ہیں
ترے سرو قامت سے اک قد آدم — قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہیں
تماشا کہ اے محو آئینہ داری — تجھے کس تمنا سے ہم دیکھتے ہیں
سراغ تف نالہ لے داغ دل سے — کہ شبرو کا نقش قدم دیکھتے ہیں
بنا کر فقیروں کا ہم بھیس غالب
تماشائے اہل کرم دیکھتے ہیں

ملتی ہی خوے یار سے نار التہاب میں — کافر ہوں گر نہ ملتی ہو راحت عذاب میں
کب سے ہوں کیا بتاؤں جہان خراب میں — شبہائے ہجر کو بھی رکھوں گر حساب میں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

تا پھر نہ انتظار میں نیند آئے عمر بھر — آنے کا عہد کر گئے آئے جو خواب میں
قاصد کے آتے آتے خط اک اور لکھ رکھوں — میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جواب میں
مجھ تک کب انکی بزم میں آتا تھا دور جام — ساقی نے کچھ ملا نہ دیا ہو شراب میں
جو منکر وفا ہو فریب اسپہ کیا چلے — کیوں بدگماں ہوں دوست سے دشمن کے باب میں
میں مضطرب ہوں وصل میں خوف رقیب سے — ڈالا ہے تم کو وہم نے کس پیچ و تاب میں
میں اور حظ وصل خدا ساز بات ہے — جاں نذر دینی بھول گیا اضطراب میں
ہے تیوری چڑھی ہوئی اندر نقاب کے — ہے اک شکن پڑی ہوئی طرف نقاب میں
لاکھوں لگاؤ ایک چرانا نگاہ کا — لاکھوں بناؤ ایک بگڑنا عتاب میں
وہ نالہ دل میں خس کے برابر جگہ نہ پائے — جس نالہ سے شگاف پڑے آفتاب میں
وہ سحر مدعا طلبی میں نہ کام آئے — جس سحر سے سفینہ رواں ہو سراب میں

غالب چھٹی شراب پر اب بھی کبھی کبھی
پیتا ہوں روز ابر و شب ماہتاب میں

کل کے لئے کر آج نہ خست شراب میں — یہ سوء ظن ہے ساقی کوثر کے باب میں
ہیں آج کیوں ذلیل کہ کل تک نہ تھی پسند — گستاخی فرشتہ ہماری جناب میں
جاں کیوں نکلنے لگتی ہے تن سے دم سماع — گر وہ صدا سمائی ہے چنگ و رباب میں
رو میں ہے رخش عمر کہاں دیکھیے تھمے — نے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں
اتنا ہی مجھ کو اپنی حقیقت سے بعد ہے — جتنا کہ وہم غیر سے ہوں پیچ و تاب میں
اصل شہود و شاہد و مشہود ایک ہے — حیراں ہوں پھر مشاہدہ ہے کس حساب میں
ہے مشتمل نمود صور پر وجود بحر — یاں کیا دھرا ہے قطرہ و موج و حباب میں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

شرم اک ادائے ناز ہے اپنے ہی سے سہی
ہیں کتنے بے حجاب کہ ہیں یوں حجاب میں

آرائش جمال سے فارغ نہیں ہنوز
پیش نظر ہے آئینہ دائم نقاب میں

ہے غیب غیب جسکو سمجھتے ہیں ہم شہود
ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں

غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست
مشغول حق ہوں بندگی بو تراب میں

حیراں ہوں دلکو روؤں کہ پیٹوں جگر کو میں
مقدور ہو تو ساتھ رکھوں نوحہ گر کو میں

چھوڑا نہ رشک نے کہ ترے گھر کا نام لوں
ہر اک سے پوچھتا ہوں کہ جاؤں کدھر کو میں

جانا پڑا رقیب کے در پر ہزار بار
اے کاش جانتا نہ تری رہگذر کو میں

ہے کیا جو کس کے باندھیے میری بلا ڈرے
کیا جانتا نہیں ہوں تمہاری کمر کو میں

لو وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بے ننگ و نام ہے
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں

چلتا ہوں تھوڑی دور ہر اک تیز رو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

خواہش کو احمقوں نے پرستش دیا قرار
کیا پوجتا ہوں اس بت بیداد گر کو میں

پھر بیخودی میں بھول گیا راہ کوئے یار
جاتا وگرنہ ایک دن اپنی خبر کو میں

اپنے پہ کر رہا ہوں قیاس اہل دہر کا
سمجھا ہوں دلپذیر متاع ہنر کو میں

غالب خدا کرے کہ سوار سمند ناز
دیکھوں علی بہادر عالی گہر کو میں

ذکر میرا بہ بدی بھی اسے منظور نہیں
غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں

وعدۂ سیر گلستاں ہے خوشا طالع شوق
مژدۂ قتل مقدر ہے جو مذکور نہیں

شاہد ہستی مطلق کی کمر ہے عالم
لوگ کہتے ہیں کہ ہے پر ہمیں منظور نہیں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا لیکن — ہم کو تقلید تنک ظرفی منصور نہیں

حسرت اے ذوق خرابی کہ وہ طاقت نہ رہی — عشق پر عربدہ کی گوں تن رنجور نہیں

میں جو کہتا ہوں کہ ہم لینگے قیامت میں تمھیں — کس رعونت سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حور نہیں

ظلم کر ظلم اگر لطف دریغ آتا ہو — تو تغافل میں کسی رنگ سے معذور نہیں

صاف دردی کش پیمانۂ جم ہیں ہم لوگ — وائے وہ بادہ کہ افشردۂ انگور نہیں

ہوں ظہوری کے مقابل میں خفائی غالب
میرے دعوے پہ یہ حجت ہے کہ مشہور نہیں

نالہ جز حسن طلب اے ستم ایجاد نہیں — ہے تقاضائے جفا شکوۂ بیداد نہیں

عشق و مزدوری عشرت گہ خسرو کیا خوب — ہمکو تسلیم نکونامی فرہاد نہیں

کم نہیں وہ بھی خرابی میں پہ وسعت معلوم — دشت میں ہے مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہیں

اہل بینش کو ہے طوفان حوادث مکتب — لطمۂ موج کم از سیلی استاد نہیں

وائے محرومی تسلیم و بدا حال وفا — جانتا ہے کہ ہمیں طاقت فریاد نہیں

رنگ تمکیں گل و لالہ پریشاں کیوں ہے — گر چراغان سر رہگذر باد نہیں

سبد گل کے تلے بند کرے ہے گلچیں — مژدہ اے مرغ کہ گلزار میں صیاد نہیں

نفی سے کرتی ہے اثبات تراوش گویا — دی ہے جائے دہن اسکو دم ایجاد نہیں

کم نہیں جلوہ گری میں ترے کوچے سے بہشت — یہی نقشہ ہے ولے اسقدر آباد نہیں

کرتے کس منہ سے ہو غربت کی شکایت غالب
تم کو بے مہری یاران وطن یاد نہیں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

دونوں جہان دیکے وہ سمجھے یہ خوش رہا — یاں آپڑی یہ شرم کہ تکرار کیا کریں
تھک تھک کے ہر مقام پہ دو چار رہ گئے — تیرا پتا نہ پائیں تو ناچار کیا کریں
کیا شمع کے نہیں ہیں ہوا خواہ اہل بزم — ہو غم ہی جانگداز تو غمخوار کیا کریں

ہو گئی ہی غیر کی شیریں بیانی کارگر — عشق کا اُسکو گماں ہم بے زبانوں پر نہیں

قیامت ہی کہ سن لیلی کا دشت قیس میں آنا — تعجب سے وہ بولا یوں بھی ہوتا ہی زمانے میں
دل نازک پہ اسکے رحم آتا ہی مجھے غالب
نہ کر سرگرم اُس کافر کو الفت آزمانے میں
دل لگا کر لگ گیا اُن کو بھی تنہا بیٹھنا — بارے اپنی بیکسی کی ہمنے پائی داد یاں
ہیں زوال آمادہ اجزا آفرینش کے تمام — مہر گردوں ہی چراغ رہگذار باد یاں

یہ ہم جو ہجر میں دیوار و در کو دیکھتے ہیں — کبھی صبا کو کبھی نامہ بر کو دیکھتے ہیں
وہ آئے گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہی — کبھی ہم انکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں
نظر لگے نہ کہیں اُسکے دست و بازو کو — یہ لوگ کیوں مری زخم جگر کو دیکھتے ہیں
ترے جواہر طرف کلہ کو کیا دیکھیں — ہم اوج طالع لعل و گہر کو دیکھتے ہیں

نہیں کہ مجھکو قیامت کا اعتقاد نہیں — شب فراق سے روز جزا زیاد نہیں
کوئی کہے کہ شب مہ میں کیا برائی ہے — بلا سے آج اگر دن کو ابر و باد نہیں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

جو آؤں سامنے اُنکے تو مرحبا نہ کہیں
جو جاؤں واں سے کہیں کو تو خیر باد نہیں

کبھی جو یاد بھی آتا ہوں میں تو کہتے ہیں
کہ آج بزم میں کچھ فتنہ و فساد نہیں

علاوہ عید کے ملتی ہی اور دن بھی شراب
گدائے کوچۂ میخانہ نامراد نہیں

جہاں میں ہو غم و شادی بہم ہمیں کیا کام
دیا ہی ہمکو خدا نے وہ دل کہ شاد نہیں

تم اُن کے وعدے کا ذکر اُنسے کیوں کرو غالب
یہ کیا کہ تم کہو اور وہ کہیں کہ یاد نہیں

تیرے توسن کو صبا باندھتے ہیں
ہم بھی مضموں کی ہوا باندھتے ہیں

آہ کا کس نے اثر دیکھا ہی
ہم بھی اک اپنی ہوا باندھتے ہیں

تیری فرصت کے مقابل اے عمر
برق کو پابحنا باندھتے ہیں

قید ہستی سے رہائی معلوم
اشک کو بے سر و پا باندھتے ہیں

نشۂ رنگ سے ہی واشد گل
مست کب بند قبا باندھتے ہیں

غلطیہائے مضامیں مت پوچھ
لوگ نالے کو رسا باندھتے ہیں

اہل تدبیر کی واماندگیاں
آبلوں پر بھی حنا باندھتے ہیں

سادہ پرکار ہیں خوباں غالب
ہمسے پیمان وفا باندھتے ہیں

زمانہ سخت کم آزار ہی بجان اسد
وگرنہ ہم تو توقع زیادہ رکھتے ہیں

---

دائم پڑا ہوا ترے در پر نہیں ہوں میں
خاک ایسی زندگی پہ کہ پتھر نہیں ہوں میں

کیوں گردش مدام سے گھبرا نہ جائے دل
انسان ہوں پیالہ و ساغر نہیں ہوں میں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

یارب زمانہ مجھ کو مٹاتا ہے کس لیئے
لوح جہاں پہ حرف مکرر نہیں ہوں میں

حد چاہیے سزا میں عقوبت کیواسطے
آخر گناہگار ہوں کافر نہیں ہوں میں

کسواسطے عزیز نہیں جانتے مجھے
لعل و زمرد و زر و گوہر نہیں ہوں میں

رکھتے ہو تم قدم مری آنکھوں سے کیوں دریغ
رتبہ میں مہر و ماہ سے کمتر نہیں ہوں میں

کرتے ہو مجھکو منع قدمبوس کس لیئے
کیا آسمان کے بھی برابر نہیں ہوں میں

غالب وظیفہ خوار ہو دو شاہ کو دعا
وہ دن گئے کہ کہتے تھے نوکر نہیں ہوں میں

---

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہو گئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہو گئیں

یاد تھیں ہمکو بھی رنگا رنگ بزم آرائیاں
لیکن اب نقش و نگار طاق نسیاں ہو گئیں

تھیں بنات النعش گردوں دن کو پردے میں نہاں
شبکو انکے جی میں کیا آئی کہ عریاں ہو گئیں

قید میں یعقوب نے لی گو نہ یوسف کی خبر
لیکن آنکھیں روزن دیوار زنداں ہو گئیں

سب رقیبوں سے ہوں ناخوش پر زنان مصر سے
ہے زلیخا خوش کہ محو ماہ کنعاں ہو گئیں

جوئے خوں آنکھوں سے بہنے دو کہ ہے شام فراق
میں یہ سمجھونگا کہ شمعیں دو فروزاں ہو گئیں

ان پریزادوں سے لینگے خلد میں ہم انتقام
قدرت حق سے یہی حوریں اگر واں ہو گئیں

نیند اسکی ہے دماغ اسکا ہے راتیں اسکی ہیں
تیری زلفیں جسکے بازو پر پریشاں ہو گئیں

میں چمن میں کیا گیا گویا دبستاں کھل گیا
بلبلیں سنکر مرے نالے غزلخواں ہو گئیں

وہ نگاہیں کیوں ہوئی جاتی ہیں یارب دل کے پار
جو مری کوتاہی قسمت سے مژگاں ہو گئیں

بسکہ روکا میں نے اور سینہ میں ابھریں پے بہ پے
میری آہیں بخیہ چاک گریباں ہو گئیں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

واں گیا میں بھی تو انکی گالیونکا کیا جواب
یاد تھیں جتنی دعائیں صرف درباں ہو گئیں

جانفزا ہے بادہ جسکے ہاتھ میں جام آگیا
سب لکیریں ہاتھ کی گویا رگ جاں ہو گئیں

ہم موحد ہیں ہمارا کیش ہے ترک رسوم
ملتیں جب مٹ گئیں اجزائے ایماں ہو گئیں

رنج سے خوگر ہوا انساں تو مٹ جاتا ہے رنج
مشکلیں مجھپر پڑیں اتنی کہ آساں ہو گئیں

یوں ہی گر روتا رہا غالب تو اے اہل جہاں
دیکھنا ان بستیوں کو تم کہ ویراں ہو گئیں

دیوانگی سے دوش پہ زنار بھی نہیں
یعنے ہماری جیب میں اک تار بھی نہیں

دل کو نیاز حسرت دیدار کر چکے
دیکھا تو ہم میں طاقت دیدار بھی نہیں

ملنا ترا اگر نہیں آساں تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

بے عشق عمر کٹ نہیں سکتی ہے اور یاں
طاقت بقدر لذت آزار بھی نہیں

شوریدگی کے ہاتھ سے ہے سر وبال دوش
صحرا میں اے خدا کوئی دیوار بھی نہیں

گنجائش عداوت اغیار اک طرف
یاں دلمیں ضعف سے ہوس یار بھی نہیں

ڈر نالہائے زار سے میرے خدا کو مان
آخر نوائے مرغ گرفتار بھی نہیں

دلمیں ہے یار کی صف مژگاں سے روکشی
حالانکہ طاقت خلش خار بھی نہیں

اس سادگی پہ کون نہ مر جائے اے خدا
لڑتے ہیں اور ہاتھ میں تلوار بھی نہیں

دیکھا اسد کو خلوت و جلوت میں بارہا
دیوانہ گر نہیں ہے تو ہشیار بھی نہیں

نہیں ہے زخم کوئی بخیہ کے درخور مرے تن میں
ہوا ہے تار اشک یاس رشتہ چشم سوزن میں

ہوئی ہے مانع ذوق تماشا خانہ ویرانی
کف سیلاب باقی ہے برنگ پنبہ روزن میں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

ودیعت خانۂ بیداد کاوش ہائے مژگاں ہوں
نگین نام شاہد ہی مرے ہر قطرۂ خوں تن میں

بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی
شب مہ ہو جو رکھدیں پنبہ دیواروں کے روزن میں

نکوہش مانع بے ربطی شور جنوں آئی
ہوا ہی خندۂ احباب بخیہ جیب و دامن میں

ہوئے اُس مہروش کے جلوۂ تمثال کے آگے
پر افشاں جوہر آئینہ مثل ذرہ روزن میں

نجانوں نیک ہوں یا بد ہوں پر صحبت مخالف ہے
جو گل ہوں تو ہوں گلخن میں جو خس ہوں تو ہوں گلشن میں

ہزاروں دل دیے جوش جنون عشق نے مجھ کو
سیہ ہو کر سویدا ہو گیا ہر قطرۂ خوں تن میں

اسد زندانی تاثیر الفتہائے خوباں ہوں
خم دست نوازش ہو گیا ہی طوق گردن میں

مزے جہاں کے اپنی نظر میں خاک نہیں
سوائے خون جگر سو جگر میں خاک نہیں

مگر غبار ہوئے پر ہوا اڑا لیجائے
وگرنہ تاب و تواں بال و پر میں خاک نہیں

یہ کس بہشت شمائل کی آمد آمد ہے
کہ غیر جلوۂ گل رہگذر میں خاک نہیں

بھلا اُسے نہ سہی کچھ مجھی کو رحم آتا
اثر مرے نفس بے اثر میں خاک نہیں

خیال جلوۂ گل سے خراب ہیں میکش
شرابخانہ کے دیوار و در میں خاک نہیں

ہوا ہوں عشق کی غارتگری سے شرمندہ
سوائے حسرت تعمیر گھر میں خاک نہیں

ہمارے شعر ہیں اب صرف دل لگی کے اسد
کھلا کہ فائدہ عرض ہنر میں خاک نہیں

دل ہی تو ہی نہ سنگ و خشت درد سے بھر نہ آئے کیوں
روئینگے ہم ہزار بار کوئی ہمیں ستائے کیوں

دیر نہیں حرم نہیں در نہیں آستاں نہیں
بیٹھے ہیں رہگذر پہ ہم غیر ہمیں اٹھائے کیوں

جب وہ جمال دلفروز صورت مہر نیمروز
آپ ہی ہو نظارہ سوز پردہ میں منہ چھپائے کیوں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

دشنۂ غمزہ جانستاں ناوک ناز بے پناہ	تیرا ہی عکس رخ سہی سامنے تیرے آئے کیوں
قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں	موت سے پہلے آدمی غمسے نجات پائے کیوں
حسن اور اسپہ حسن ظن رہ گئی بوالہوس کی شرم	اپنے پہ اعتماد ہے غیر کو آزمائے کیوں
واں وہ غرور عز و ناز یاں یہ حجاب پاس وضع	راہ میں ہم ملیں کہاں بزم میں وہ بلائے کیوں
ہاں وہ نہیں خدا پرست جاؤ وہ بے وفا سہی	جسکو ہو دین و دل عزیز اسکی گلی میں جائے کیوں

غالب خستہ کے بغیر کون سے کام بند ہیں
روئیے زار زار کیا کیجیے ہائے ہائے کیوں

غنچۂ ناشگفتہ کو دور سے مت دکھا کہ یوں	بوسہ کو پوچھتا ہوں میں منہ سے مجھے بتا کہ یوں
پرسش طرز دلبری کیجیے کیا کہ بن کہے	اسکے ہر اک اشارہ سے نکلے ہے یہ ادا کہ یوں
رات کے وقت مے پیے ساتھ رقیب کو لیے	آئے وہ یاں خدا کرے پر نہ کرے خدا کہ یوں
غیر سے رات کیا بنی یہ جو کہا تو دیکھیے	سامنے آن بیٹھنا اور یہ دیکھنا کہ یوں
بزم میں اسکے روبرو کیوں نہ خموش بیٹھیے	اسکی تو خامشی میں بھی ہے یہی مدعا کہ یوں
میں نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی	سنکے ستم ظریف نے مجھکو اٹھا دیا کہ یوں
مجھ سے کہا جو یار نے جاتے ہیں ہوش کسطرح	دیکھ کے میری بیخودی چلنے لگی ہوا کہ یوں
کب مجھے کوئے یار میں رہنے کی وضع یاد تھی	آئنہ دار بن گئی حیرت نقش پا کہ یوں
گر ترے دل میں ہو خیال وصل میں شوق کا زوال	موج محیط آب میں مارے ہے دست و پا کہ یوں

جو یہ کہے کہ ریختہ کیوں کہ ہو رشک فارسی
گفتۂ غالب ایکبار پڑھکے اسے سنا کہ یوں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

# باب الواو

حسد سے دل اگر افسردہ ہے گرم تماشا ہو — کہ چشم تنگ شاید کثرت نظارہ سے وا ہو
بقدر حسرت دل چاہئے ذوق معاصی بھی — بھروں یک گوشۂ دامن گر آب ہفت دریا ہو
اگر وہ سرو قد گرم خرام ناز آجاوے — کف ہر خاک گلشن شکل قمری نالہ فرسا ہو

---

کعبہ میں جا رہا تو نہ دو طعنہ کیا کہیں — بھولا ہوں حق صحبت اہل کنشت کو
طاعت میں تا رہے نہ مے و انگبیں کی لاگ — دوزخ میں ڈالدو کوئی لیکر بہشت کو
ہوں منحرف نہ کیوں رہ و رسم ثواب سے — ٹیڑھا لگا ہے قط قلم سرنوشت کو

غالب کچھ اپنی سعی سے لہنا نہیں مجھے
خرمن جلے اگر نہ ملخ کھائے کشت کو

وارستہ اس سے ہیں کہ محبت ہی کیوں نہو — کیجئے ہمارے ساتھ عداوت ہی کیوں نہو
چھوڑا نہ مجھ میں ضعف نے رنگ اختلاط کا — ہے دل پہ بار نقش محبت ہی کیوں نہو
ہے مجھ کو تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ — ہر چند بر سبیل شکایت ہی کیوں نہو
پیدا ہوئی ہے کہتے ہیں ہر درد کی دوا — یوں ہو تو چارۂ غم الفت ہی کیوں نہو
ڈالا نہ بیکسی نے کسی سے معاملہ — اپنے سے کھینچتا ہوں خجالت ہی کیوں نہو
ہے آدمی بجائے خود اک محشر خیال — ہم انجمن سمجھتے ہیں خلوت ہی کیوں نہو
ہنگامۂ زبونی ہمت سے انفعال — حاصل نہ کیجیے دہر سے عبرت ہی کیوں نہو
وارستگی بہانہ بیگانگی نہیں — اپنے سے کر نہ غیر سے وحشت ہی کیوں نہو

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

مٹتا ہی فوتِ فرصتِ ہستی کا غم کوئی　　عمرِ عزیز صرفِ عبادت ہی کیوں نہ ہو

اُس فتنہ خو کے در سے اب اُٹھتے نہیں اسدؔ

اسمیں ہمارے سر پہ قیامت ہی کیوں نہ ہو

قفس میں ہوں گر اچھا بھی نہ جانیں میرے شیون کو　　مرا ہونا بُرا کیا ہے نوا سنجانِ گلشن کو

نہیں گر ہمدمی آساں نہ ہو یہ رشک کیا کم ہی　　نہ دی ہوتی خدایا آرزوے دوست دشمن کو

نہ نکلا آنکھ سے تیری اک آنسو اس جراحت پر　　کیا سینے میں جسنے خونچکاں مژگانِ سوزن کو

خدا شرمائے ہاتھوں کو کہ رکھتے ہیں کشاکش میں　　کبھی میرے گریباں کو کبھی جاناں کے دامن کو

ابھی ہم قتلگہ کا دیکھنا آساں سمجھتے ہیں　　نہیں دیکھا شناور جوے خوں میں تیرے توسن کو

ہوا چرچا جو میرے پانو کی زنجیر بننے کا　　کیا بیتاب کاں میں جنبشِ جوہر نے آہن کو

خوشی کیا کھیت پر میرے اگر سو بار ابر آوے　　سمجھتا ہوں کہ ڈھونڈھے ہی ابھی سے برق خرمن کو

وفاداری بشرطِ استواری اصلِ ایماں ہی　　مرے بتخانہ میں تو کعبہ میں گاڑو برہمن کو

شہادت تھی مری قسمت میں جو دی تھی یہ خو مجھ کو　　جہاں تلوار کو دیکھا جھکا دیتا تھا گردن کو

نہ لٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بیخبر سوتا　　رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو

سخن کیا کہہ نہیں سکتے کہ جویاں ہوں جواہر کے　　جگر کیا ہم نہیں رکھتے کہ کھودیں جا کے معدن کو

مرے شاہ سلیماں جاہ سے نسبت نہیں غالبؔ

فریدون و جم و کیخسرو و داراب و بہمن کو

دھوتا ہوں جب میں پینے کو اس سیمتن کے پانو　　رکھتا ہی ضد سے کھینچ کے باہر لگن کے پانو

دی سادگی سے جان پڑوں کوہکن کے پانو　　ہیہات کیوں نہ ٹوٹ گئے پیرزن کے پانو

بھاگے تھے ہم بہت سو اسکی سزا ہی یہ　　ہوکر اسیر دابتے ہیں راہزن کے پانو

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

مرہم کی جستجو میں پھرا ہوں جو دور دور
تن سے سوا فگار ہیں اس خستہ تن کے پانو

اللہ رے ذوق دشت نوردی کہ بعد مرگ
ہلتے ہیں خود بخود مرے اندر کفن کے پانو

ہی جوش گل بہار میں یانتک کہ ہر طرف
اڑتے ہوے الجھتے ہیں مرغ چمن کے پانو

شب کو کسی کے خواب میں آیا نہو کہیں
دکھتے ہیں آج اُس بت نازک بدن کے پانو

غالب مرے کلام میں کیوں کر مزہ نہ ہو
پیتا ہوں دھو کے خسرو شیریں سخن کے پانو

واں اُسکو ہول دل ہی تو یاں میں ہوں شرمسار
یعنے یہ میری آہ کی تاثیر سے نہو

اپنے کو دیکھتا نہیں ذوق ستم تو دیکھ
آئینہ تاکہ دیدۂ نخچیر سے نہو

---

واں پہنچکر جو غش آتا پیہم ہے ہم کو
صدرہ آہنگ زمیں بوس قدم ہی ہمکو

دل کو میں اور مجھے دل محو وفا رکھتا ہی
کسقدر ذوق گرفتاری ہم ہی ہمکو

ضعف سے نقش پئے مور ہی طوق گردن
تیرے کوچے سے کہاں طاقت رم ہی ہمکو

جان کر کیجئے تغافل کہ کچھ اُمید بھی ہو
یہ نگاہ غلط انداز تو سم ہی ہمکو

رشک ہم طرحی و درد اثر بانگ حزیں
نالۂ مرغ سحر تیغ دو دم ہی ہمکو

سر اڑانے کے جو وعدے کو مکرر چاہا
ہنس کے بولے کہ ترے سر کی قسم ہی ہمکو

دل کے خوں کرنیکی کیا وجہ ولیکن ناچار
پاس بے رونقی دیدہ اہم ہی ہمکو

تم وہ نازک کہ خموشی کو فغاں کہتے ہو
ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہی ہمکو

لکھنؤ آنے کا باعث نہیں کھلتا یعنے
ہوس سیر و تماشا سو وہ کم ہی ہمکو

مقطع سلسلۂ شوق نہیں ہی یہ شہر
عزم سیر نجف و طوف حرم ہی ہمکو

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

لے جاتی ہے کہیں ایک توقع غالب
جادۂ رہ کشش کاف کرم ہے ہمکو

تم جانو تم کو غیر سے جو رسم و راہ ہو
مجھ کو بھی پوچھتے رہو تو کیا گناہ ہو

بچتے نہیں مواخذۂ روز حشر سے
قاتل اگر رقیب ہے تو تم گواہ ہو

کیا وہ بھی بیگنہ کش و حق ناسپاس ہیں
مانا کہ تم بشر نہیں خورشید و ماہ ہو

اُبھرا ہوا نقاب میں ہے اُنکے ایک تار
مرتا ہوں میں کہ یہ نہ کسی کی نگاہ ہو

جب میکدہ چھٹا تو پھر اب کیا جگہ کی قید
مسجد ہو مدرسہ ہو کوئی خانقاہ ہو

سُنتے ہیں جو بہشت کی تعریف سب درست
لیکن خدا کرے وہ ترا جلوہ گاہ ہو

غالب بھی گر نہ ہو تو کچھ ایسا ضرر نہیں
دنیا ہو یا رب اور مرا بادشاہ ہو

گئی وہ بات کہ ہو گفتگو تو کیونکر ہو
کہے سے کچھ نہ ہوا پھر کہو تو کیونکر ہو

ہمارے ذہن میں اس فکر کا ہے نام وصال
کہ گر نہ ہو تو کہاں جائیں ہو تو کیونکر ہو

ادب ہے اور یہی کشمکش تو کیا کیجیے
حیا ہے اور یہی گو مگو تو کیونکر ہو

تمہیں کہو کہ گذارا صنم پرستوں کا
بتوں کی ہو اگر ایسی ہی خو تو کیونکر ہو

اُلجھتے ہو تم اگر دیکھتے ہو آئینہ
جو تمسے شہر میں ہوں ایک دو تو کیونکر ہو

جسے نصیب ہو روز سیاہ میرا سا
وہ شخص دن نہ کہے رات کو تو کیونکر ہو

ہمیں پھر اُنسے امید اور انھیں ہماری قدر
ہماری بات ہی پوچھیں نہ وہ تو کیونکر ہو

غلط نہ تھا ہمیں خط پر گماں تسلی کا
نہ مانے دیدۂ دیدار جو تو کیونکر ہو

بتاؤ اُس مژہ کو دیکھ کر ہو مجھ کو قرار
یہ نیش ہو رگ جاں میں فرو تو کیونکر ہو

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

مجھے جنوں نہیں غالب ولے بقول حضور
فراق یار میں تسکین ہو تو کیونکر ہو

---

کسی کو دے کے دل کوئی نوا سنج فغاں کیوں ہو
نہ ہو جب دل ہی سینے میں تو پھر منھ میں زباں کیوں ہو

وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں چھوڑیں
سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہمسے سرگراں کیوں ہو

کیا غمخوار نے رسوا لگے آگ اس محبت کو
نہ لاوے تاب جو غم کی وہ میرا راز داں کیوں ہو

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں ہو

قفس میں مجھ سے روداد چمن کہتے نہ ڈر ہمدم
گری ہو جسپہ کل بجلی وہ میرا آشیاں کیوں ہو

یہ کہہ سکتے ہو ہم دل میں نہیں ہیں پر یہ بتلاؤ
کہ جب دل میں تمھیں تم ہو تو آنکھوں سے نہاں کیوں ہو

غلط ہے جذب دل کا شکوہ دیکھو جرم کس کا ہے
نہ کھینچو گر تم اپنے کو کشاکش درمیاں کیوں ہو

یہ فتنہ آدمی کی خانہ ویرانی کو کیا کم ہے
ہوئے تم دوست جسکے دشمن اسکا آسماں کیوں ہو

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

یہی ہے آزمانا تو ستانا کس کو کہتے ہیں
عدو کے ہو لیے جب تم تو میرا امتحاں کیوں ہو

کہا تم نے کہ کیوں ہو غیر کے ملنے میں رسوائی
بجا کہتے ہو سچ کہتے ہو پھر کہیو کہ ہاں کیوں ہو

نکالا چاہتا ہے کام کیا طعنوں سے تو غالب
ترے بےمہر کہنے سے وہ تجھ پر مہرباں کیوں ہو

رہیے اب ایسی جگہ چلکر جہاں کوئی نہ ہو — ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو
بے در و دیوار سا اک گھر بنایا چاہیے — کوئی ہمسایہ نہ ہو اور پاسباں کوئی نہ ہو
پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو بیماردار — اور اگر مر جائیے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

## باب الہاء

از مہر تا بہ ذرہ دل و دل ہے آئینہ — طوطی کو شش جہت سے مقابل ہے آئینہ

---

ہے سبزہ زار ہر در و دیوار غمکدہ — جسکی بہار یہ ہو پھر اسکی خزاں نہ پوچھ
ناچار بیکسی کی بھی حسرت اٹھائیے — دشواری رہ و ستم ہمرہاں نہ پوچھ

## باب الیاء

صد جلوہ رو برو ہے جو مژگاں اٹھائیے — طاقت کہاں کہ دید کا احساں اٹھائیے
ہے سنگ پر برات معاش جنون عشق — یعنے ہنوز منت طفلاں اٹھائیے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

دیوار بار منت مزدور سے ہے خم
اے خانماں خراب نہ احساں اٹھایئے
یا میرے زخم رشک کو رسوا نہ کیجئے
یا پردۂ تبسم پنہاں اٹھایئے

---

مسجد کے زیر سایہ خرابات چاہیئے
بھوں پاس آنکھ قبلۂ حاجات چاہیئے
عاشق ہوئے ہیں آپ بھی اک اور شخص پر
آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیئے
دے داد اے فلک دل حسرت پرست کی
ہاں کچھ نہ کچھ تلافی مافات چاہیئے
سیکھے ہیں مہ رخوں کیلئے ہم مصوری
تقریب کچھ تو بہر ملاقات چاہیئے
مے سے غرض نشاط ہے کس رو سیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیئے
ہے رنگ لالہ و گل و نسریں جدا جدا
ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیئے
سر پائے خم پہ چاہیئے ہنگام بیخودی
ق رو سوئے قبلہ وقت مناجات چاہیئے
یعنی بحسب گردش پیمانۂ صفات
عارف ہمیشہ مست مئے ذات چاہیئے
نشو و نما ہے اصل سے غالب فروع کو
خاموشی ہی سے نکلے ہے جو بات چاہیئے

بساط عجز میں تھا ایک دل یک قطرہ خوں وہ بھی
سو رہتا ہے بانداز چکیدن سرنگوں وہ بھی
رہے اس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے
تکلف برطرف تھا ایک انداز جنوں وہ بھی
خیال مرگ کب تسکیں دل آزردہ کو بخشے
مرے دام تمنا میں ہے اک صید زبوں وہ بھی
نہ کرتا کاش نالہ مجھ کو کیا معلوم تھا ہمدم
کہ ہوگا باعث افزایش درد دروں وہ بھی
نہ اتنا برش تیغ جفا پر ناز فرماؤ
مرے دریائے بیتابی میں ہے اک موج خوں وہ بھی
مے عشرت کی خواہش ساقی گردوں سے کیا کیجے
لئے بیٹھا ہے اک دو چار جام واژگوں وہ بھی

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

مرے دل میں ہے غالب شوق وصل و شکوۂ ہجراں
خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی

ہے بزم بتاں میں سخن آزردہ لبوں سے
تنگ آئے ہیں ہم ایسے خوشامد طلبوں سے

ہے دور قدح وجہ پریشانی صہبا
یک بار لگا دو خم مے میرے لبوں سے

رندان در میکدہ گستاخ ہیں زاہد
زنہار نہونا طرف ان بے ادبوں سے

بیداد وفا دیکھ کہ جاتی رہی آخر
ہرچند مری جان کو تھا ربط لبوں سے

تا ہمکو شکایت کی بھی باقی نہ رہے جا
سُن لیتے ہیں گو ذکر ہمارا نہیں کرتے

غالب ترا احوال سنا دینگے ہم اُن کو
وہ سُن کے بلالیں یہ اجارہ نہیں کرتے

گھر میں تھا کیا کہ ترا غم اُسے غارت کرتا
وہ جو رکھتے تھے ہم اک حسرت تعمیر سو ہے

غم دنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اٹھانیکی
فلک کا دیکھنا تقریب تیرے یاد آنے کی

کھلیگا کسطرح مضموں مرے مکتوب کا یارب
قسم کھائی ہے اُس کافر نے کاغذ کے جلانے کی

لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے
ولے مشکل ہے حکمت دلمیں سوز غم چھپانے کی

اُنھیں منظور اپنے زخمیوں کا دیکھ آنا تھا
اٹھے تھے سیر گل کو دیکھنا شوخی بہانے کی

ہماری سادگی تھی التفات ناز پر مرنا
ترا آنا نہ تھا ظالم مگر تمہید جانے کی

لکدکوب حوادث کا تحمل کر نہیں سکتی
مری طاقت کہ ضامن تھی بتوں کے ناز اُٹھانیکی

کہوں کیا خوبی اوضاع ابنائے زماں غالب
بدی کی اُسنے جس سے ہمنے کی تھی بارہا نیکی

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی — دل جوش گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی
اُس شمع کی طرح سے جسکو کوئی بجھا دے — میں بھی جلے ہوؤں میں ہوں داغ ناتمامی

---

کیا تنگ ہم ستمزدگاں کا جہان ہے — جسمیں کہ ایک بیضۂ مور آسمان ہے
ہے کائنات کو حرکت تیرے ذوق سے — پرتو سے آفتاب کے ذرہ میں جان ہے
حالانکہ ہے یہ سیلیٔ خارا سے لالہ رنگ — غافل کو میرے شیشہ پہ مے کا گمان ہے
کی اُسنے گرم سینۂ اہل ہوس میں جا — آوے نہ کیوں پسند کہ ٹھنڈا مکان ہے
کیا خوب تمنے غیر کو بوسہ نہیں دیا — بس چپ رہو ہمارے بھی منھ میں زبان ہے
بیٹھا ہے جو کہ سایۂ دیوار یار میں — فرماں روائے کشور ہندوستان ہے
ہستی کا اعتبار بھی غم نے مٹا دیا — کس سے کہوں کہ داغ جگر کا نشان ہے
ہے بارے اعتماد وفاداری اسقدر — غالب ہم اسمیں خوش ہیں کہ نامہربان ہے

---

درد سے میرے ہے تجھکو بیقراری ہاے ہاے — کیا ہوئی ظالم تری غفلت شعاری ہاے ہاے
تیرے دلمیں گر نہ تھا آشوب غم کا حوصلہ — تونے پھر کیوں کی تھی میری غمگساری ہاے ہاے
کیوں مری غمخوارگی کا تجھکو آیا تھا خیال — دشمنی اپنی تھی میری دوستداری ہاے ہاے
عمر بھر کا تونے پیمان وفا باندھا تو کیا — عمر کو بھی تو نہیں ہے پائداری ہاے ہاے
زہر لگتی ہے مجھے آب و ہوائے زندگی — یعنی تجھ سے تھی اسے ناسازگاری ہاے ہاے
گلفشانیہائے ناز جلوہ کو کیا ہو گیا — خاک پر ہوتی ہے تیری لالہ کاری ہاے ہاے
شرم رسوائی سے جا چھپنا نقاب خاک میں — ختم ہے الفت کی تجھ پر پردہ داری ہاے ہاے
خاک میں ناموس پیمانِ محبت مل گئے — اُٹھ گئی دنیا سے راہ و رسم یاری ہاے ہاے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

ہاتھ ہی تیغ آزما کا کام سے جاتا رہا — دل پہ اک لگنے نہ پایا زخمِ کاری ہای ہای
کس طرح کاٹے کوئی شبہائے تارِ برشکال — ہے نظر خو کردۂ اختر شماری ہای ہای
گوش مہجورِ پیام و چشم محرومِ جمال — ایک دل تس پر یہ نا امیدواری ہای ہای
عشق نے پکڑا نہ تھا غالب ابھی وحشت کا رنگ
رہ گیا تھا دل میں جو کچھ ذوقِ خواری ہای ہای

سر گشتگی میں عالمِ ہستی سے یاس ہے — تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے
لیتا نہیں مرے دلِ آوارہ کی خبر — اب تک وہ جانتا ہے کہ میرے ہی پاس ہے
کیجے بیاں سرورِ تپِ غم کہاں تلک — ہر مو مرے بدن پہ زبانِ سپاس ہے
ہے وہ غرورِ حسن سے بیگانۂ وفا — ہر چند اس کے پاس دلِ حق شناس ہے
پی جسقدر ملے شبِ مہتاب میں شراب — اس بلغمی مزاج کو گرمی ہی راس ہے
ہر اک مکان کو ہے مکیں سے شرف اسد
مجنوں جو مر گیا ہے تو جنگل اداس ہے

گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے — خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے
کس کو سناؤں حسرتِ اظہار کا گلہ — دل فردِ جمع و خرچِ زبانہائے لال ہے
کس پردہ میں ہے آئینہ پرداز اے خدا — رحمت کہ عذر خواہ لبِ بے سوال ہے
ہے ہے خدا نخواستہ وہ اور دشمنی — اے شوقِ منفعل یہ تجھے کیا خیال ہے
مشکیں لباسِ کعبہ علی کے قدم سے جان — نافِ زمین ہے نہ کہ نافِ غزال ہے
وحشت پہ میری عرصۂ آفاق تنگ تھا — دریا زمین کو عرقِ انفعال ہے
ہستی کے مت فریب میں آ جائیو اسد — عالم تمام حلقۂ دامِ خیال ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

تم اپنے شکوے کی باتیں نہ کھود کھود کے پوچھو
حذر کرو مرے دل سے کہ اس میں آگ دبی ہے

دلا یہ درد و الم بھی تو مغتنم ہے کہ آخر
نہ گریۂ سحری ہے نہ آہ نیم شبی ہے

---

ایک جا حرف وفا لکھا تھا سو بھی مٹ گیا
ظاہرا کاغذ ترے خط کا غلط بردار ہے

جی جلے ذوق فنا کی ناتمامی پر نہ کیوں
ہم نہیں جلتے نفس ہر چند آتش بار ہے

آگ سے پانی میں بجھتے وقت اٹھتی ہے صدا
ہر کوئی درماندگی میں نالہ سے ناچار ہے

ہے وہی بدمستی ہر ذرہ کا خود عذر خواہ
جس کے جلوے سے زمیں تا آسماں سرشار ہے

مجھ سے مت کہہ تو ہمیں کہتا تھا اپنی زندگی
زندگی سے بھی مرا جی ان دنوں بیزار ہے

آنکھ کی تصویر سرنامہ پہ کھینچی ہے کہ تا
تجھ پہ کھل جاوے کہ اس کو حسرت دیدار ہے

---

پینس میں گزرتے ہیں جو کوچے سے وہ میرے
کندھا بھی کہاروں کو بدلنے نہیں دیتے

---

مری ہستی فضائے حیرت آباد تمنا ہے
جسے کہتے ہیں نالہ وہ اسی عالم کا عنقا ہے

خزاں کیا فصل گل کہتے ہیں کس کو کوئی موسم ہو
وہی ہم ہیں قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہے

وفائے دلبراں ہے اتفاقی ورنہ اے ہمدم
اثر فریاد دلہائے حزیں کا کس نے دیکھا ہے

نہ لائی شوخی اندیشہ تاب رنج نومیدی
کف افسوس ملنا عہد تجدید تمنا ہے

---

رحم کر ظالم کہ کیا بود چراغ کشتہ ہے
نبض بیمار وفا دود چراغ کشتہ ہے

دل لگی کی آرزو بےچین رکھتی ہے ہمیں
ورنہ یاں بے رونقی سود چراغ کشتہ ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

چشم خوباں خامشی میں بھی نوا پرداز ہے / سرمہ تو کہوے کہ دود شعلۂ آواز ہے
پیکر عشاق ساز طالع ناساز ہے / نالہ گویا گردش سیارہ کی آواز ہے
دستگاہ دیدۂ خونبار مجنوں دیکھنا / یک بیاباں جلوۂ گل فرش پا انداز ہے

---

عشق مجھ کو نہیں وحشت ہی سہی / میری وحشت تری شہرت ہی سہی
قطع کیجے نہ تعلق ہمسے / کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی
میرے ہونے میں ہے کیا رسوائی / اے وہ مجلس نہیں خلوت ہی سہی
ہم بھی دشمن تو نہیں ہیں اپنے / غیر کو تجھ سے محبت ہی سہی
اپنی ہستی ہی سے ہو جو کچھ ہو / آگہی گر نہیں غفلت ہی سہی
عمر ہر چند کہ ہے برق خرام / دل کے خوں کرنے کی فرصت ہی سہی
ہم کوئی ترک وفا کرتے ہیں / نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی
کچھ تو دے اے فلک ناانصاف / آہ و فریاد کی رخصت ہی سہی
ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے / بے نیازی تری عادت ہی سہی
یار سے چھیڑ چلی جائے اسد
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

ہے آرمیدگی میں نکوہش بجا مجھے / صبح وطن ہے خندۂ دنداں نما مجھے
ڈھونڈھے ہے اس مغنی آتش نفس کو جی / جسکی صدا ہو جلوۂ برق فنا مجھے
مستانہ طے کروں ہوں رہ وادی خیال / تا بازگشت سے نہ رہے مدعا مجھے
کرتا ہے بسکہ باغ میں تو بے حجابیاں / آنے لگی ہے نکہت گل سے حیا مجھے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

کھلتا کسی پہ کیوں مرے دل کا معاملہ — شعروں کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

---

زندگی اپنی جب اس شکل سے گذری غالب — ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے

---

اس بزم میں مجھے نہیں بنتی حیا کئے — بیٹھا رہا اگرچہ اشارے ہوا کئے
دل ہی تو ہے سیاست درباں سے ڈر گیا — میں اور جاؤں در سے ترے بن صدا کئے
رکھتا پھروں ہوں خرقہ و سجادہ رہن مے — مدت ہوئی ہے دعوت آب و ہوا کئے
بے صرفہ ہی گذرتی ہے ہو گرچہ عمر خضر — حضرت بھی کل کہینگے کہ ہم کیا کیا کئے
مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم — تو نے وہ گنجہائے گرانمایہ کیا کئے
کس روز تہمتیں نہ تراشا کئے عدو — کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے چلا کئے
صحبت میں غیر کی نہ پڑی ہو کہیں یہ خو — دینے لگا ہے بوسہ بغیر التجا کئے
ضد کی ہے اور بات مگر خو بری نہیں — بھولے سے اسنے سیکڑوں وعدے وفا کئے

غالب تمہیں کہو کہ ملے گا جواب کیا،
مانا کہ تم کہا کئے اور وہ سنا کئے

رفتار عمر قطع رہ اضطراب ہے — اس سال کے حساب کو برق آفتاب ہے
مینائے مے ہے سرو نشاط بہار سے — بال تدرو جلوۂ موج شراب ہے
زخمی ہوا ہے پاشنہ پائے ثبات کا — نے بھاگنے کی گوں نہ اقامت کی تاب ہے
جاداد بادہ نوشی رنداں ہے شش جہت — غافل گماں کرے ہے کہ گیتی خراب ہے
نظارہ کیا حریف ہو اس برق حسن کا — جوش بہار جلوہ کو جس کی نقاب ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

میں نامراد دل کی تسلی کو کیا کروں　　مانا کہ تیرے رخ سے نگہ کامیاب ہے
گذرا اسد مسرت پیغام یار سے
قاصد پہ مجھکو رشک سوال و جواب ہے

دیکھنا قسمت کہ آپ اپنے پہ رشک آجائے ہے　　میں اسے دیکھوں بھلا کب مجھسے دیکھا جائے ہے
ہاتھ دھو دل سے یہی گرمی گر اندیشہ میں ہے　　آبگینہ تندی صہبا سے پگھلا جائے ہے
غیر کو یارب وہ کیونکر منع گستاخی کرے　　گر حیا بھی اسکو آتی ہے تو شرما جائے ہے
شوق کو یہ لت کہ ہر دم نالہ کھینچے جائیے　　دل کی وہ حالت کہ دم لینے سے گھبرا جائے ہے
دور چشم بد تری بزم طرب سے واہ واہ　　نغمہ ہو جاتا ہے واں گر نالہ میرا جائے ہے
گرچہ ہے طرز تغافل پردہ دار راز عشق　　پر ہم ایسے کھوئے جاتے ہیں کہ وہ پا جائے ہے
اسکی بزم آرائیاں سنکر دل رنجور یاں　　مثل نقش مدعائے غیر بیٹھا جائے ہے
ہوکے عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا　　رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اڑتا جائے ہے
نقش کو اسکے مصور پر بھی کیا کیا ناز ہیں　　کھینچتا ہے جسقدر اتنا ہی کھنچتا جائے ہے
سایہ میرا مجھ سے مثل دود بھاگے ہے اسد
پاس مجھ آتش بجاں کے کس سے ٹھہرا جائے ہے

گرم فریاد رکھا شکل نہالی نے مجھے　　تب اماں ہجر میں دی برد لیالی نے مجھے
نسیہ و نقد دو عالم کی حقیقت معلوم　　لے لیا مجھ سے مری ہمت عالی نے مجھے
کثرت آرائی وحدت ہے پرستاری وہم　　کر دیا کافر ان اصنام خیالی نے مجھے
ہوس گل کا تصور میں بھی کھٹکا نہ رہا　　عجب آرام دیا بے پر و بالی نے مجھے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

کارگاہ ہستی میں لالہ داغ ساماں ہے
برق خرمن راحت خون گرم دہقاں ہے

غنچہ تا شگفتنہا برگ عافیت معلوم
باوجود دلجمعی خواب گل پریشاں ہے

ہمسے رنج بیتابی کس طرح اُٹھایا جائے
داغ پشت دست عجز شعلہ خس بہ دنداں ہے

---

اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالبؔ
ہم بیاباں میں ہیں اور گھر میں بہار آئی ہے

---

سادگی پر اُسکے مرجانیکی حسرت دلمیں ہے
بس نہیں چلتا کہ پھر خنجر کف قاتل میں ہے

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اُسنے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دلمیں ہے

گرچہ ہے کس کس بُرائی سے ولے باایں ہمہ
ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے

بس ہجوم ناامیدی خاک میں مل جائیگی
یہ جو اک لذت ہماری سعی بیحاصل میں ہے

رنج رہ کیوں کھینچیے واماندگی کو عشق ہے
اُٹھ نہیں سکتا ہمارا جو قدم منزل میں ہے

جلوہ زار آتش دوزخ ہمارا دل سہی
فتنۂ شور قیامت کسکے آب و گل میں ہے

ہے دل شوریدۂ غالبؔ طلسم پیچ و تاب
رحم کر اپنی تمنا پر کہ کس مشکل میں ہے

دل سے تری نگاہ جگر تک اُتر گئی
دونوں کو اک ادا میں رضامند کر گئی

شق ہو گیا ہے سینہ خوشا لذت فراغ
تکلیف پردہ داری زخم جگر گئی

وہ بادۂ شبانہ کی سرمستیاں کہاں
اُٹھیے بس اب کہ لذت خواب سحر گئی

اڑتی پھرے ہے خاک مری کوئے یار میں
بارے اب اے ہوا ہوس بال و پر گئی

دیکھو تو دلفریبی انداز نقش پا
موج خرام یار بھی کیا گل کتر گئی

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوۂ اہلِ نظر گئی

نظارہ نے بھی کام کیا واں نقاب کا
مستی سے ہر نگہ ترے رخ پر بکھر گئی

فردا و دی کا تفرقہ یکبار مٹ گیا
کل تم گئے کہ ہم پہ قیامت گذر گئی

مارا زمانہ نے اسداللہ خاں تمہیں
وہ ولولے کہاں وہ جوانی کدھر گئی

تسکیں کو ہم نہ روئیں جو ذوقِ نظر ملے
حورانِ خلد میں تری صورت مگر ملے

اپنی گلی میں مجھ کو نہ کر دفن بعدِ قتل
میرے پتے سے خلق کو کیوں تیرا گھر ملے

ساقی گری کی شرم کرو آج ورنہ ہم
ہر شب پیا ہی کرتے ہیں مے جسقدر ملے

تجھ سے تو کچھ کلام نہیں لیکن اے ندیم
میرا سلام کہیو اگر نامہ بر ملے

تم کو بھی ہم دکھائیں کہ مجنوں نے کیا کیا
فرصت کشاکشِ غمِ پنہاں سے گر ملے

لازم نہیں کہ خضر کی ہم پیروی کریں
جانا کہ اک بزرگ ہمیں ہم سفر ملے

اے ساکنانِ کوچۂ دلدار دیکھنا
تم کو کہیں جو غالبِ آشفتہ سر ملے

کوئی دن گر زندگانی اور ہے
اپنے جی میں ہمنے ٹھانی اور ہے

آتشِ دوزخ میں یہ گرمی کہاں
سوزِ غمہائے نہانی اور ہے

بارہا دیکھی ہیں ان کی رنجشیں
پر کچھ اب کی سرگرانی اور ہے

دیکے خط منہ دیکھتا ہے نامہ بر
کچھ تو پیغامِ زبانی اور ہے

قاطعِ اعمار ہیں اکثر نجوم
وہ بلائے آسمانی اور ہے

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مرگِ ناگہانی اور ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

کوئی امید بر نہیں آتی — کوئی صورت نظر نہیں آتی
موت کا ایک دن معین ہے — نیند کیوں رات بھر نہیں آتی
آگے آتی تھی حال دل پہ ہنسی — اب کسی بات پر نہیں آتی
جانتا ہوں ثواب طاعت و زہد — پر طبیعت ادھر نہیں آتی
ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں — ورنہ کیا بات کر نہیں آتی
کیوں نہ چیخوں کہ یاد کرتے ہیں — میری آواز گر نہیں آتی
داغ دل گر نظر نہیں آتا — بو بھی اے چارہ گر نہیں آتی
ہم وہاں ہیں جہاں سے ہمکو بھی — کچھ ہماری خبر نہیں آتی
مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی — موت آتی ہے پر نہیں آتی
کعبہ کس منہ سے جاؤگے غالب — شرم تمکو مگر نہیں آتی

دل ناداں تجھے ہوا کیا ہے — آخر اس درد کی دوا کیا ہے
ہم ہیں مشتاق اور وہ بیزار — یا الٰہی یہ ماجرا کیا ہے
میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں — کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے
جبکہ تجھ بن نہیں کوئی موجود — پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے
یہ پری چہرہ لوگ کیسے ہیں — غمزہ و عشوہ و ادا کیا ہے
شکن زلف عنبریں کیوں ہے — نگہ چشم سرمہ سا کیا ہے
سبزہ و گل کہاں سے آئے ہیں — ابر کیا چیز ہے ہوا کیا ہے
ہمکو انسے وفا کی ہے امید — جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

ہاں بھلا کر ترا بھلا ہوگا / اور درویش کی صدا کیا ہے
جان تم پر نثار کرتا ہوں / میں نہیں جانتا دعا کیا ہے
میں نے مانا کہ کچھ نہیں غالب
مفت ہاتھ آئے تو برا کیا ہے

کہتے تو ہو تم سب کہ بتِ غالیہ مو آئے / یک مرتبہ گھبرا کے کہو کوئی کہ وو آئے
ہوں کشمکشِ نزع میں ہاں جذبِ محبت / کچھ کہہ نہ سکوں پر وہ مرے پوچھنے کو آئے
ہے صاعقہ و شعلہ و سیماب کا عالم / آنا ہی سمجھ میں مری آتا نہیں گو آئے
ظاہر ہے کہ گھبرا کے نہ بھاگیں گے نکیرین / ہاں منہ سے مگر بادۂ دوشینہ کی بو آئے
جلاد سے ڈرتے ہیں نہ واعظ سے جھگڑتے / ہم سمجھے ہوئے ہیں اسے جس بھیس میں جو آئے
ہاں اہلِ طلب کون سنے طعنۂ نایافت / دیکھا کہ وہ ملتا نہیں اپنے ہی کو کھو آئے
اپنا نہیں وہ شیوہ کہ آرام سے بیٹھیں / اس در پہ نہیں بار تو کعبہ ہی کو ہو آئے
کی ہمنفسوں نے اثرِ گریہ میں تقریر / اچھے رہے آپ اس سے مگر مجھ کو ڈبو آئے
اس انجمنِ ناز کی کیا بات ہے غالب
ہم بھی گئے واں اور تری تقدیر کو رو آئے

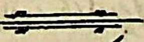
پھر کچھ اک دل کو بیقراری ہے / سینہ جویائے زخمِ کاری ہے
پھر جگر کھودنے لگا ناخن / آمدِ فصلِ لالہ کاری ہے
قبلۂ مقصدِ نگاہِ نیاز / پھر وہی پردۂ عماری ہے
چشم دلالِ جنسِ رسوائی / دل خریدارِ ذوقِ خواری ہے
وہ ہی صد رنگ نالہ فرسائی / وہ ہی صد گونہ اشکباری ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

دل ہوائے خرام ناز سے پھر — محشرستان بیقراری ہے
جلوہ پھر عرض ناز کرتا ہی — روز بازار جاں سپاری ہے
پھر اُسی بیوفا پہ مرتے ہیں — پھر وہی زندگی ہماری ہی
پھر کھلا ہی در عدالت ناز — قطعہ — گرم بازار فوجداری ہی
ہو رہا ہے جہاں میں اندھیر — زلف کی پھر سرشتہ داری ہی
پھر دیا پارۂ جگر نے سوال — ایک فریاد آہ وزاری ہی
پھر ہوئے ہیں گواہ عشق طلب — اشکباری کا حکم جاری ہی
دل و مژگاں کا جو مقدمہ تھا — آج پھر اُسکی روبکاری ہی

بیخودی بے سبب نہیں غالب
کچھ تو ہی جسکی پردہ داری ہے

جنوں تہمت کش تسکیں نہو گر شادمانی کی — نمکپاش خراش دل ہی لذت زندگانی کی
کشاکش ہائے ہستی سے کرے کیا سعی آزادی — ہوئی زنجیر موج آب کو فرصت روانی کی
پس از مردن بھی دیوانہ زیارتگاہ طفلاں ہے — شرار سنگ نے تربت پہ میری گلفشانی کی



نکوہش ہی سزا فریادی بیداد دلبر کی — مبادا خندۂ دنداں نما ہو صبح محشر کی
رگ لیلیٰ کو خاک دشت مجنوں ریشگی بخشے — اگر بووے بجائے دانہ دہقاں نوک نشتر کی
پر پروانہ شاید بادبان کشتی مے تھا — ہوئی مجلس کی گرمی سے روانی دور ساغر کی
کروں بیداد ذوق پرفشانی عرض کیا قدرت — کہ طاقت اڑ گئی اڑنے سے پہلے میرے شہپر کی
کہاں تک روؤں اُسکے خیمہ کے پیچھے قیامت ہے — مری قسمت میں یارب کیا نہ تھی دیوار پتھر کی

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

بے اعتدالیوں سے سبک سب میں ہم ہوئے
جتنے زیادہ ہو گئے اتنے ہی کم ہوئے

پنہاں تھا دام سخت قریب آشیان کے
اڑنے نہ پائے تھے کہ گرفتار ہم ہوئے

ہستی ہماری اپنی فنا پر دلیل ہے
یاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے

سختی کشانِ عشق کی پوچھے ہے کیا خبر
وہ لوگ رفتہ رفتہ سراپا الم ہوئے

تیری وفا سے کیا ہو تلافی کہ دہر میں
تیرے سوا بھی ہم پہ بہت سے ستم ہوئے

لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خونچکاں
ہر چند اس میں ہاتھ ہمارے قلم ہوئے

اللہ ری تیری تندیٔ خو جس کے بیم سے
اجزائے نالہ دل میں مرے رزقِ ہم ہوئے

اہلِ ہوس کی فتح ہے ترکِ نبردِ عشق
جو پاؤں اٹھ گئے وہی ان کے علم ہوئے

نالے عدم میں چند ہمارے سپرد تھے
جو واں نہ کھنچ سکے سو وہ یاں آ کے دم ہوئے

چھوڑی اسدؔ نہ ہم نے گدائی میں دل لگی
سائل ہوئے تو عاشقِ اہلِ کرم ہوئے

جو نہ نقدِ داغِ دل کی کرے شعلہ پاسبانی
تو فسردگی نہاں ہے بہ کمینِ بے زبانی

مجھے اس سے کیا توقع بہ زمانۂ جوانی
کبھی کودکی میں جس نے نہ سنی مری کہانی

یونہی دکھ کسی کو دینا نہیں خوب ورنہ کہتا
کہ مرے عدو کو یارب ملے میری زندگانی

---

ظلمت کدے میں میرے شبِ غم کا جوش ہے
اک شمع ہے دلیلِ سحر سو خموش ہے

نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال
مدت ہوئی کہ آشتیٔ چشم و گوش ہے

مے نے کیا ہے حسنِ خود آرا کو بے حجاب
اے شوق یاں اجازتِ تسلیمِ ہوش ہے

گوہر کو عقدِ گردنِ خوباں میں دیکھنا
کیا اوج پر ستارۂ گوہر فروش ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

دیدار بادہ حوصلہ ساقی نگاہ مست — بزم خیال میکدۂ بیخروش ہے

مطلع

اے تازہ واردان بساط ہوائے دل — زنہار اگر تمہیں ہوس نائے و نوش ہے

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو — میری سنو جو گوش نصیحت نیوش ہے

ساقی بجلوہ دشمن ایمان و آگہی — مطرب بنغمہ رہزن تمکین و ہوش ہے

یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشۂ بساط — دامان باغبان و کف گلفروش ہے

لطف خرام ساقی و ذوق صدائے چنگ — یہ جنت نگاہ وہ فردوس گوش ہے

یا صبحدم جو دیکھئے آکر تو بزم میں — نے وہ سرور و سوز نہ جوش و خروش ہے

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی — اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

آتے ہیں غیب سے یہ مضامیں خیال میں
غالب صریر خامہ نوائے سروش ہے

آ کہ مری جان کو قرار نہیں ہے — طاقت بیداد انتظار نہیں ہے

دیتے ہیں جنت حیات دہر کے بدلے — نشہ باندازۂ خمار نہیں ہے

گریہ نکالی ہے تری بزم سے مجھ کو — ہائے کہ رونے پہ اختیار نہیں ہے

ہمسے عبث ہے گمان رنجش خاطر — خاک میں عشاق کی غبار نہیں ہے

دلسے اٹھا لطف جلوہ ہائے معانی — غیر گل آئینہ بہار نہیں ہے

قتل کا میری کیا ہے عہد تو بارے — وائے اگر عہد استوار نہیں ہے

تو نے قسم میکشی کی کھائی ہے غالب
تیری قسم کا کچھ اعتبار نہیں ہے

ہجوم غم سے یاں تک سرنگونی مجھ کو حاصل ہے — کہ تار دامن و تار نظر میں فرق مشکل ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

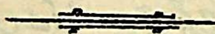
رفوئے زخم سے مطلب ہے لذت زخم سوزن کی
سمجھیو مت کہ پاس درد سے دیوانہ غافل ہے

وہ گل جس گلستاں میں جلوہ فرمائی کرے غالب
چٹکنا غنچۂ گل کا صدائے خندۂ دل ہے

پا بدامن ہو رہا ہوں بسکہ میں صحرا نورد
خار پا ہیں جوہر آئینۂ زانو مجھے

دیکھنا حالت مرے دل کی ہم آغوشی کے وقت
ہے نگاہ آشنا تیرا سر ہر مو مجھے

ہوں سراپا ساز آہنگ شکایت کچھ نہ پوچھ
ہے یہی بہتر کہ لوگوں میں نہ چھیڑے تو مجھے



جس بزم میں تو ناز سے گفتار میں آوے
جاں کالبد صورت دیوار میں آوے

سایہ کی طرح ساتھ پھریں سرو و صنوبر
تو اس قد دلکش سے جو گلزار میں آوے

تب ناز گرانمایگی اشک بجا ہے
جب لخت جگر دیدۂ خونبار میں آوے

دے مجھکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر
کچھ تجھکو مزہ بھی مرے آزار میں آوے

اُس چشم فسوں گر کا اگر پائے اشارا
طوطی کی طرح آئینہ گفتار میں آوے

کانٹوں کی زباں سوکھ گئی پیاس سے یارب
اک آبلہ پا وادی پرخار میں آوے

مرجاؤں نہ کیوں رشک سے جب وہ تن نازک
آغوش خم حلقۂ زنار میں آوے

غارت گر ناموس نہ ہو گر ہوس زر
کیوں شاہد گل باغ سے بازار میں آوے

تب چاک گریباں کا مزہ ہے دل نالاں
جب اک نفس الجھا ہوا ہر تار میں آوے

آتشکدہ ہے سینہ مرا راز نہاں سے
اے وائے اگر معرض اظہار میں آوے

گنجینۂ معنی کا طلسم اُسکو سمجھیے
جو لفظ کہ غالب مرے اشعار میں آوے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

حسن مہ گرچہ بہ ہنگام کمال اچھا ہے — اس سے میرا مہ خورشید جمال اچھا ہے
بوسہ دیتے نہیں اور دل پہ ہے ہر لحظہ نگاہ — جی میں کہتے ہیں کہ مفت آئے تو مال اچھا ہے
اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا — ساغر جم سے مرا جام سفال اچھا ہے
بے طلب دیں تو مزہ اس میں سوا ملتا ہے — وہ گدا جسکو نہ ہو خوئے سوال اچھا ہے
انکے دیکھے سے جو آ جاتی ہے منہ پر رونق — وہ سمجھتے ہیں کہ بیمار کا حال اچھا ہے
دیکھیے پاتے ہیں عشاق بتوں سے کیا فیض — اک برہمن نے کہا ہے کہ یہ سال اچھا ہے
ہم سخن تیشہ نے فرہاد کو شیریں سے کیا — جس طرح کا کہ کسی میں ہو کمال اچھا ہے
قطرہ دریا میں جو ملجائے تو دریا ہو جائے — کام اچھا ہے وہ جسکا کہ مآل اچھا ہے
خضر سلطاں کو رکھے خالق اکبر سرسبز — شاہ کے باغ میں یہ تازہ نہال اچھا ہے

ہمکو معلوم ہے جنت کی حقیقت لیکن
دلکے خوش رکھنے کو غالب یہ خیال اچھا ہے

نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ سہی — امتحاں اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی
خار خار الم حسرت دیدار تو ہے — شوق گلچین گلستاں تسلی نہ سہی
مے پرستاں خم مے منہ سے لگائے ہی بنے — ایک دن گر نہ ہوا بزم میں ساقی نہ سہی
نفس قیس کہ ہے چشم و چراغ صحرا — گر نہیں شمع سیہ خانۂ لیلی نہ سہی
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہے گھر کی رونق — نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی
نہ ستائش کی تمنا نہ صلہ کی پروا — گر نہیں ہیں مرے اشعار میں معنی نہ سہی

عشرت صحبت خوباں ہی غنیمت سمجھو
نہ ہوئی غالب اگر عمر طبیعی نہ سہی

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

عجب نشاط سے جلاد کے چلیں ہیں ہم آگے کہ اپنے سایہ سے سر پاؤں سے ہے دو قدم آگے
قضا نے تھا مجھے چاہا خراب بادۂ الفت فقط خراب لکھا بس نہ چل سکا قلم آگے
غم زمانہ نے جھاڑی نشاط عشق کی مستی وگرنہ ہم بھی اُٹھاتے تھے لذت الم آگے
خدا کیواسطے داد اس جنون شوق کی دینا کہ اُسکے در پہ پہونچتے ہیں نامہ بر سے ہم آگے
یہ عمر بھر جو پریشانیاں اُٹھائی ہیں ہمنے تمھاری آئیو اے طرہ ہائے خم بخم آگے
دل و جگر میں پرافشاں جو ایک موجۂ خوں ہے ہم اپنے زعم میں سمجھے ہوئے تھے اسکو دم آگے
قسم جنازہ پہ آنیکی میرے کھاتے ہیں غالب
ہمیشہ کھاتے تھے جو میری جاں کی قسم آگے

شکوہ کے نام سے بے مہر خفا ہوتا ہے یہ بھی مت کہہ کہ جو کہیے تو گلا ہوتا ہی
پُر ہوں میں شکوے سے یوں راگ سے جیسے باجا اک ذرا چھیڑیے پھر دیکھیے کیا ہوتا ہی
گو سمجھتا نہیں پر حسن تلافی دیکھو شکوۂ جور سے سرگرم جفا ہوتا ہی
عشق کی راہ میں ہے چرخ مکوکب کی وہ چال سست رو جیسے کوئی آبلہ پا ہوتا ہی
کیوں نہ ٹھہریں ہدف ناوک بیداد کہ ہم آپ اُٹھا لاتے ہیں گر تیر خطا ہوتا ہی
خوب تھا پہلے سے ہوتے جو ہم اپنے بدخواہ کہ بھلا چاہتے ہیں اور بُرا ہوتا ہی
نالہ جاتا تھا پرے عرش سے میرا اور اب لب تک آتا ہی جو ایسا ہی رسا ہوتا ہی
خامہ میرا کہ وہ ہے باربد بزم سخن ق شاہ کی مدح میں یوں نغمہ سرا ہوتا ہی
اے شہنشاہ کواکب سپہ و مہر علم تیرے اکرام کا حق کس سے ادا ہوتا ہی
سات اقلیم کا حاصل جو فراہم کیجے تو وہ لشکر کا ترے نعل بہا ہوتا ہی
ہر مہینے میں جو یہ بدر سے ہوتا ہی ہلال آستاں پر ترے مہ ناصیہ سا ہوتا ہی

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

میں جو گستاخ ہوں آئین غزلخوانی میں — یہ بھی تیرا ہی کرم ذوق فزا ہوتا ہے
رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد مرے دل میں سوا ہوتا ہے

ہر ایک بات پہ کہتے ہو تم کہ تو کیا ہے — تمھیں کہو کہ یہ انداز گفتگو کیا ہے
نہ شعلہ میں یہ کرشمہ نہ برق میں یہ ادا — کوئی بتاؤ کہ وہ شوخ تند خو کیا ہے
یہ رشک ہے کہ وہ ہوتا ہے ہم سخن تمسے — وگرنہ خوف بدآموزی عدو کیا ہے
چپک رہا ہے بدن پر لہو سے پیراہن — ہماری جیب کو اب حاجت رفو کیا ہے
جلا ہے جسم جہاں دل بھی جل گیا ہوگا — کریدتے ہو جو اب راکھ جستجو کیا ہے
رگوں میں دوڑتے پھرنے کے ہم نہیں قائل — جب آنکھ سے ہی نہ ٹپکا تو پھر لہو کیا ہے
وہ چیز جسکے لئے ہمکو ہو بہشت عزیز — سوائے بادۂ گلفام مشکبو کیا ہے
پیوں شراب اگر خم بھی دیکھ لوں دو چار — یہ شیشہ و قدح و کوزہ و سبو کیا ہے
رہی نہ طاقت گفتار اور اگر ہو بھی — تو کس امید پہ کہیے کہ آرزو کیا ہے
ہوا ہے شہ کا مصاحب پھرے ہے اتراتا
وگرنہ شہر میں غالب کی آبرو کیا ہے

میں انھیں چھیڑوں اور کچھ نہ کہیں — چل نکلتے جو مے پیئے ہوتے
قہر ہو یا بلا ہو جو کچھ ہو — کاشکے تم مرے لئے ہوتے
میری قسمت میں غم گر اتنا تھا — دل بھی یارب کئی دئے ہوتے
آ ہی جاتا وہ راہ پر غالب
کوئی دن اور بھی جیے ہوتے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

غیر لیں محفل میں بوسے جام کے — ہم رہیں یوں تشنہ لب پیغام کے
خستگی کا تم سے کیا شکوہ کہ یہ — ہتکھنڈے ہیں چرخ نیلی فام کے
خط لکھیں گے گرچہ مطلب کچھ نہ ہو — ہم تو عاشق ہیں تمہارے نام کے
رات پی زمزم پہ مے اور صبحدم — دھوئے دھبّے جامۂ احرام کے
دل کو آنکھوں نے پھنسایا کیا مگر — یہ بھی حلقے ہیں تمہارے دام کے
شاہ کے ہے غسل صحت کی خبر — دیکھیے کب دن پھریں حمام کے

عشق نے غالب نکما کر دیا
ورنہ ہم بھی آدمی تھے کام کے

پھر اس انداز سے بہار آئی — کہ ہوئے مہر و مہ تماشائی
دیکھو اے ساکنان خطۂ خاک — اسکو کہتے ہیں عالم آرائی
کہ زمیں ہو گئی ہے سر تا سر — روکش سطح چرخ مینائی
سبزہ کو جب کہیں جگہ نہ ملی — بنگیا روئے آب پر کائی
سبزہ و گل کے دیکھنے کیلئے — چشم نرگس کو دی ہے بینائی
ہے ہوا میں شراب کی تاثیر — بادہ نوشی ہے بادہ پیمائی

کیوں نہ دنیا کو ہو خوشی غالب
شاہ دیندار نے شفا پائی

تغافل دوست ہوں میرا دماغ عجز عالی ہے — اگر پہلو تہی کیجے تو جا میری بھی خالی ہے
رہا آباد عالم اہل ہمت کے نہ ہونے سے — بھرے ہیں جسقدر جام و سبو میخانہ خالی ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

کب وہ سنتا ہی کہانی میری — اور پھر وہ بھی زبانی میری
خلشِ غمزۂ خونریز نہ پوچھ — دیکھ خونابہ فشانی میری
کیا بیاں کر کے مرا روئینگے یار — مگر آشفتہ بیانی میری
ہوں زخود رفتۂ بیدائے خیال — بھول جانا ہی نشانی میری
متقابل ہے مقابل میرا — رک گیا دیکھ روانی میری
قدرِ سنگِ سرِ رہ رکھتا ہوں — سخت ارزاں ہی گرانی میری
گرد بادِ رہِ بیتابی ہوں — صرصرِ شوق ہی بانی میری
دہن اُسکا جو نہ معلوم ہوا — کھل گئی ہیچ مدانی میری

کر دیا ضعف نے عاجز غالبؔ
ننگِ پیری ہے جوانی میری

نقشِ نازِ بتِ طناز بآغوشِ رقیب — پائے طاؤس پئے خامۂ مانی مانگے
تو وہ بدخو کہ تحیر کو تماشا جانے — غم وہ افسانہ کہ آشفتہ بیانی مانگے
وہ تپِ عشق تمنا ہی کہ پھر صورتِ شمع — شعلہ تا نبضِ جگر ریشہ دوانی مانگے

---

گلشن کو تری صحبت ازبسکہ خوش آئی ہی — ہر غنچہ کا گل ہونا آغوش کشائی ہے
واں کنگرِ استغنا ہردم ہے بلندی پر — یاں نالہ کو اور اُلٹا دعوائے رسائی ہے
ازبسکہ سکھاتا ہی غم ضبط کے اندازے — جو داغ نظر آیا اک چشم نمائی ہے

جس زخم کی ہو سکتی ہو تدبیر رفو کی — لکھدیجیو یارب اُسے قسمت میں عدو کی

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

اچھا ہے سر انگشت حنائی کا تصوّر — دلمیں نظر آتی تو ہے ایک بوند لہو کی
کیوں ڈرتے ہو عشاق کی بیحوصلگی سے — یاں تو کوئی سُنتا نہیں فریاد کسو کی
دشنے نے کبھی مُنھ نہ لگایا ہو جگر کو — خنجر نے کبھی بات نہ پوچھی ہو گلو کی

صد حیف وہ ناکام کہ اک عمر سے غالب
حسرت میں رہے ایک بُتِ عربدہ جو کی

سیماب پشت گرمیٔ آئینہ دے ہے ہم — حیراں کیے ہوئے ہیں دل بیقرار کے
آغوش دل کشودہ برائے وداع ہے — اے عندلیب چل کہ چلے دن بہار کے

---

ہے وصل ہجر عالم تمکین و ضبط میں — معشوق شوخ و عاشق دیوانہ چاہیئے
اُس لب سے مل ہی جائیگا بوسہ کبھی تو ہاں — شوق فضول و جرأت رندانہ چاہیئے

---

چاہیئے اچھوں کو جتنا چاہیئے — یہ اگر چاہیں تو پھر کیا چاہیئے
صحبت رنداں سے واجب ہے حذر — جائے مے اپنے کو کھینچا چاہیئے
چاہنے کو تیرے کیا سمجھا تھا دل — بارے اب اس سے بھی سمجھا چاہیئے
چاک مت کر جیب بے ایام گل — کچھ اودھر کا بھی اشارا چاہیئے
دوستی کا پردہ ہے بیگانگی — منھ چھپانا ہمسے چھوڑا چاہیئے
دشمنی نے میری کھویا غیر کو — کسقدر دشمن ہے دیکھا چاہیئے
اپنی رسوائی میں کیا چلتی ہے سعی — یار ہی ہنگامہ آرا چاہیئے
منحصر مرنے پر ہو جسکی اُمید — ناامیدی اسکی دیکھا چاہیئے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

غافل ان مہ طلعتوں کیواسطے
چاہنے والا بھی اچھا چاہئے

چاہتے ہیں خوبرویوں کو اسدؔ
آپ کی صورت کو دیکھا چاہئے

ہر قدم دوریِ منزل ہے نمایاں مجھ سے
میری رفتار سے بھاگے ہے بیاباں مجھ سے

درسِ عنوانِ تماشا بہ تغافل خوشتر
ہے نگہ رشتۂ شیرازۂ مژگاں مجھ سے

وحشتِ آتشِ دل سے شبِ تنہائی میں
صورتِ دود رہا سایہ گریزاں مجھ سے

غمِ عشاق نہو سادگی آموزِ بتاں
کسقدر خانۂ آئینہ ہے ویراں مجھ سے

اثرِ آبلہ سے جادۂ صحرائے جنوں
صورتِ رشتۂ گوہر ہے چراغاں مجھ سے

بیخودی بسترِ تمہیدِ فراغت ہو جو
پر ہے سائے کی طرح میرا شبستاں مجھ سے

شوقِ دیدار میں گر تو مجھے گردن مارے
ہو نگہ مثلِ گلِ شمع پریشاں مجھ سے

بیکسیہائے شبِ ہجر کی وحشت ہے ہے
سایہ خورشیدِ قیامت میں ہے پنہاں مجھ سے

گردشِ ساغرِ صد جلوۂ رنگیں تجھ سے
آئینہ داریِ یک دیدۂ حیراں مجھ سے

نگہِ گرم سے اک آگ ٹپکتی ہے اسدؔ
ہے چراغاں خس و خاشاکِ گلستاں مجھ سے

نکتہ چیں ہے غمِ دل اسکو سنائے نہ بنے
کیا بنے بات جہاں بات بنائے نہ بنے

میں بلاتا تو ہوں اسکو مگر اے جذبۂ دل
اُسپہ بنجائے کچھ ایسی کہ بن آئے نہ بنے

کھیل سمجھا ہے کہیں چھوڑ نہ دے بھول نہ جائے
کاش یوں بھی ہو کہ بن میرے ستائے نہ بنے

غیر پھرتا ہے لئے یوں ترے خط کو کہ اگر
کوئی پوچھے کہ یہ کیا ہے تو چھپائے نہ بنے

اس نزاکت کا برا ہو وہ بھلے ہیں تو کیا
ہاتھ آویں تو انہیں ہاتھ لگائے نہ بنے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری کس کی ہی — پردہ چھوڑا ہی وہ اُسنے کہ اُٹھائے نہ بنے
موت کی راہ نہ دیکھوں کہ بن آئے نہ بنے — تم کو چاہوں کہ نہ آؤ تو بلائے نہ بنے
بوجھ وہ سر سے گرا ہی کہ اُٹھائے نہ اُٹھے — کام وہ آن پڑا ہے کہ بنائے نہ بنے
عشق پر زور نہیں ہی یہ وہ آتش غالب
کہ لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بنے

چاک کی خواہش اگر وحشت بعریانی کرے — صبح کے مانند زخم دل گریبانی کرے
جلوہ کا تیرے وہ عالم ہی کہ گر کیجیے خیال — دیدۂ دل کو زیارت گاہ حیرانی کرے
ہی شکستن سے بھی دل نومید یارب کب تلک — آبگینہ کوہ پر عرض گرانجانی کرے
میکدہ گر چشم مست ناز سے پاوے شکست — موئے شیشہ دیدۂ ساغر کی مژگانی کرے
خط عارض سے لکھا ہی زلف کو الفت نے عہد — یک قلم منظور ہی جو کچھ پریشانی کرے

---

وہ آکے خواب میں تسکین اضطراب تو دے — ولے مجھے تپش دل مجال خواب تو دے
کرے ہے قتل لگاوٹ میں تیرا رو دینا — تری طرح کوئی تیغ نگہ کو آب تو دے
دکھا کے جنبش لب ہی تمام کر ہم کو — نہ دے جو بوسہ تو منہ سے کہیں جواب تو دے
پلا دے اوک سے ساقی جو ہمسے نفرت ہی — پیالہ گر نہیں دیتا نہ دے شراب تو دے
اسد خوشی سے مرے ہاتھ پانوں پھول گئے
کہا جو اُسنے ذرا میرے پانوں داب تو دے

تپش سے میری وقف کشمکش ہر تار بستر ہی — مرا سر رنج بالیں ہی مرا تن بار بستر ہی
سرشک سر بصحرا دادہ نور العین دامن ہی — دل بیدست و پا افتادہ برخوردار بستر ہی

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

خوشا اقبال رنجوری عیادت کو تم آئے ہو — فروغ شمع بالیں طالع بیدار بستر ہے
بطوفاں گاہ جوش اضطراب شام تنہائی — شعاع آفتاب صبح محشر تار بستر ہے
ابھی آتی ہے بو بالش سے اسکی زلف مشکیں کی — ہماری دید کو خواب زلیخا عار بستر ہے

کہوں کیا دل کی کیا حالت ہے ہجر یار میں غالب
کہ بیتابی سے ہر یک تار بستر خار بستر ہے

خطر ہے رشتۂ الفت رگ گردن نہ ہو جاوے — غرور دوستی آفت ہے تو دشمن نہ ہو جاوے

سمجھ اس فصل میں کوتاہی نشو و نما غالب
اگر گل سرو کے قامت پہ پیراہن نہ ہو جاوے

فریاد کی کوئی لے نہیں ہے — نالہ پابند نے نہیں ہے
کیوں بوتے ہیں باغباں تونبے — گر باغ گدائے مے نہیں ہے
ہر چند ہر ایک شے میں تو ہے — پر تجھ سے تو کوئی شے نہیں ہے
ہاں کھائیو مت فریب ہستی — ہر چند کہیں کہ ہے نہیں ہے
شادی سے گذر کہ غم نہ ہووے — اردی جو نہ ہو تو دے نہیں ہے
کیوں رد قدح کرے ہے زاہد — مے ہے یہ مگس کی قے نہیں ہے

ہستی ہے نہ کچھ عدم ہے غالب
آخر تو کیا ہے اے نہیں ہے

نہ پوچھ نسخۂ مرہم جراحت دل کا — کہ اسمیں ریزۂ الماس جزو اعظم ہے
بہت دنوں میں تغافل نے تیرے پیدا کی — وہ اک نگہ کہ بظاہر نگاہ سے کم ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

ہم رشک کو اپنے بھی گوارا نہیں کرتے — مرتے ہیں ولے اُنکی تمنا نہیں کرتے
در پردہ اُنھیں غیر سے ہے ربط نہانی — ظاہر کا یہ پردا ہے کہ پردا نہیں کرتے

یہ باعث نومیدی ارباب ہوس ہے
غالب کو بُرا کہتے ہو اچھا نہیں کرتے

کرے ہے بادہ ترے لب سے کسب رنگ فروغ — خط پیالہ سراسر نگاہ گلچیں ہے
کبھی تو اس دل شوریدہ کی بھی داد ملے — کہ ایک عمر سے حسرت پرست بالیں ہے
بجا ہے گر نہ سنے نالہاے بلبل زار — کہ گوش گل نم شبنم سے پنبہ آگیں ہے

اسد ہے نزع میں چل بیوفا برائے خدا
مقام ترک حجاب و وداع تمکیں ہے

کیوں نہ ہو چشم بتاں محو تغافل کیوں نہ ہو — یعنی اس بیمار کو نظارہ سے پرہیز ہے
مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہجائیگی — وائے ناکامی کہ اس کافر کا خنجر تیز ہے

عارض گل دیکھ روے یار یاد آیا اسد
جوشش فصل بہاری اشتیاق انگیز ہے

دیا ہے دل اگر اُسکو بشر ہے کیا کہئے — ہوا رقیب تو ہو نامہ بر ہے کیا کہئے
یہ ضد کہ آج نہ آوے اور آئے بن نہ رہے — قضا سے شکوہ ہمیں کسقدر ہے کیا کہئے
رہی ہے یوں گہ و بیگہ کہ کوئے دوست کو اب — اگر نہ کہئے کہ دشمن کا گھر ہے کیا کہئے
زہے کرشمہ کہ یوں دے رکھا ہے ہمکو فریب — کہ بن کہے ہی اُنھیں سب خبر ہے کیا کہئے
سمجھ کے کرتے ہیں بازار میں وہ پرسش حال — کہ یہ کہے کہ سر رہگذر ہے کیا کہئے
تمھیں نہیں ہے سر رشتہ وفا کا خیال — ہمارے ہاتھ میں کچھ ہے مگر ہے کیا کہئے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

انہیں سوال پہ زعمِ جنوں ہے کیوں لڑیے
ہمیں جواب سے قطعِ نظر ہے کیا کہیے

حسد سزائے کمالِ سخن ہے کیا کیجے
ستم بہائے متاعِ ہنر ہے کیا کہیے

کہا ہے کس نے کہ غالب برا نہیں لیکن
سوائے اسکے کہ آشفتہ سر ہے کیا کہیے

دیکھ کر در پردہ گرمِ دامن افشانی مجھے
کر گئی وابستۂ تن میری عریانی مجھے

بن گیا تیغِ نگاہِ یار کا سنگِ فساں
مرحبا میں کیا مبارک ہے گرانجانی مجھے

کیوں نہ ہو بے التفاتی اسکی خاطر جمع ہے
جانتا ہے محوِ پرسشہائے پنہانی مجھے

میرے غمخانے کی قسمت جب رقم ہونے لگی
لکھ دیا منجملۂ اسبابِ ویرانی مجھے

بدگماں ہوتا ہے وہ کافر نہ ہوتا کاش کے
اسقدر ذوقِ نوائے مرغِ بستانی مجھے

وائے واں بھی شورِ محشر نے نہ دم لینے دیا
لیگیا تھا گور میں ذوقِ تن آسانی مجھے

وعدہ آنے کا وفا کیجئے یہ کیا انداز ہے
تمنے کیوں سونپی ہے میرے گھر کی دربانی مجھے

ہاں نشاطِ آمدِ فصلِ بہاری واہ واہ
پھر ہوا ہے تازہ سودائے غزلخوانی مجھے

دی مرے بھائی کو حق نے از سرِ نو زندگی
میرزا یوسف ہے غالب یوسفِ ثانی مجھے

یاد ہے شادی میں بھی ہنگامۂ یارب مجھے
سبحۂ زاہد ہوا ہے خندہ زیرِ لب مجھے

ہے کشادِ خاطرِ وابستہ در رہنِ سخن
تھا طلسمِ قفلِ ابجد خانۂ مکتب مجھے

یارب اس آشفتگی کی داد کس سے چاہیئے
رشک آسائش پہ ہے زندانیوں کی اب مجھے

طبع ہے مشتاقِ لذتہائے حسرت کیا کروں
آرزو سے ہے شکستِ آرزو مطلب مجھے

دل لگا کر آپ بھی غالب مجھی سے ہو گئے
عشق سے آتے تھے مانع میرزا صاحب مجھے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

حضورِ شاہ میں اہلِ سخن کی آزمائش ہے / چمن میں خوشنوایانِ چمن کی آزمائش ہے
قد و گیسو میں قیس و کوہکن کی آزمائش ہے / جہاں ہم ہیں وہاں دار و رسن کی آزمائش ہے
کریں گے کوہکن کے حوصلے کا امتحاں آخر / ہنوز اُس خستہ کے نیروئے تن کی آزمائش ہے
نسیمِ مصر کو کیا پیرِ کنعاں کی ہوا خواہی / اُسے یوسف کی بوئے پیرہن کی آزمائش ہے
وہ آیا بزم میں دیکھو نہ کہیو پھر کہ غافل تھے / شکیب و صبرِ اہلِ انجمن کی آزمائش ہے
رہے دل ہی میں تیر اچھا جگر کے پار ہو بہتر / غرض شستِ بتِ ناوک فگن کی آزمائش ہے
نہیں کچھ سبحہ و زنار کے پھندے میں گیرائی / وفاداری میں شیخ و برہمن کی آزمائش ہے
پڑا رہ اے دلِ وابستہ بیتابی سے کیا حاصل / مگر پھر تابِ زلفِ پُرشکن کی آزمائش ہے
رگ و پے میں جب اترے زہرِ غم تب دیکھیے کیا ہو / ابھی تو تلخیِ کام و دہن کی آزمائش ہے

وہ آویں گے مرے گھر وعدہ کیسا دیکھنا غالب
نئے فتنوں میں اب چرخِ کہن کی آزمائش ہے

کبھی نیکی بھی اُس کے جی میں گر آ جائے ہے مجھ سے / جفائیں کر کے اپنی یاد شرما جائے ہے مجھ سے
خدایا جذبۂ دل کی مگر تاثیر اُلٹی ہے / کہ جتنا کھینچتا ہوں اور کھنچتا جائے ہے مجھ سے
وہ بدخو اور میری داستانِ عشق طولانی / عبارت مختصر قاصد بھی گھبرا جائے ہے مجھ سے
اُدھر وہ بدگمانی ہے اِدھر یہ ناتوانی ہے / نہ پوچھا جائے ہے اُس سے نہ بولا جائے ہے مجھ سے
سنبھلنے دے مجھے اے ناامیدی کیا قیامت ہے / کہ دامانِ خیالِ یار چھوٹا جائے ہے مجھ سے
تکلف برطرف نظارگی میں بھی سہی لیکن / وہ دیکھا جائے کب یہ ظلم دیکھا جائے ہے مجھ سے
ہوئے ہیں پاؤں ہی پہلے نبردِ عشق میں زخمی / نہ بھاگا جائے ہے مجھ سے نہ ٹھہرا جائے ہے مجھ سے
قیامت ہے کہ ہووے مدعی کا ہمسفر غالب / وہ کافر جو خدا کو بھی نہ سونپا جائے ہے مجھ سے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

زبسکہ مشق تماشا جنوں علامت ہی　　کشاد و بست مژہ سیلی ندامت ہی
نہ جانوں کیونکہ مٹی داغ طعن بدعہدی　　تجھے کہ آئینہ بھی ورطۂ ملامت ہی
یہ پیچ و تاب ہوس سلک عافیت مت توڑ　　نگاہ عجز سر رشتہ سلامت ہی
وفا مقابل و دعوے عشق بے بنیاد　　جنون ساختہ و فصل گل قیامت ہی

---

لاغر اتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جاوے مجھے　　میرا ذمہ دیکھ کر گر کوئی بتلا دے مجھے
کیا تعجب ہی کہ اسکو دیکھ کر آجاوے رحم　　واں تلک کوئی کسی حیلہ سے پہنچا دے مجھے
منہ نہ دکھلاوے نہ دکھلا پر بانداز عتاب　　کھولکر پردہ ذرا آنکھیں ہی دکھلا دے مجھے
یاں تلک میری گرفتاری سے وہ خوش ہی کہ میں　　زلف گر بنجاؤں تو شانہ میں الجھا دے مجھے

---

بازیچۂ اطفال ہی دنیا مرے آگے　　ہوتا ہے شب و روز تماشا مرے آگے
اک کھیل ہی اورنگ سلیماں مرے نزدیک　　اک بات ہے اعجاز مسیحا مرے آگے
جز نام نہیں صورت عالم مجھے منظور　　جز وہم نہیں ہستی اشیا مرے آگے
ہوتا ہی نہاں گرد میں صحرا مرے ہوتے　　گھستا ہی جبیں خاک پہ دریا مرے آگے
مت پوچھ کہ کیا حال ہی میرا ترے پیچھے　　تو دیکھ کہ کیا رنگ ہے تیرا مرے آگے
سچ کہتے ہو خود بین و خود آرا ہوں نہ کیوں ہوں　　بیٹھا ہے بت آئینہ سیما مرے آگے
پھر دیکھیے انداز گل افشانی گفتار　　رکھدے کوئی پیمانہ صہبا مرے آگے
نفرت کا گماں گذرے ہی میں رشک سے گذرا　　کیونکر کہوں لو نام نہ انکا مرے آگے
ایماں مجھے روکے ہی جو کھینچے ہی مجھے کفر　　کعبہ مرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

عاشق ہوں پہ معشوق فریبی ہے مرا کام
مجنوں کو بُرا کہتی ہے لیلیٰ مرے آگے

خوش ہوتے ہیں پر وصل میں یوں مر نہیں جاتے
آئی شب ہجراں کی تمنا مرے آگے

ہے موجزن اک قلزم خوں کاش یہی ہو
آتا ہے ابھی دیکھیے کیا کیا مرے آگے

گو ہاتھ کو جنبش نہیں آنکھوں میں تو دم ہے
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

ہم پیشہ و ہم مشرب و ہمراز ہے میرا
غالب کو برا کیوں کہو اچھا مرے آگے

کہوں جو حال تو کہتے ہو مدعا کہیے
تمھیں کہو کہ جو تم یوں کہو تو کیا کہیے

نہ کہیو طعن سے پھر تم کہ ہم ستمگر ہیں
مجھے تو خو ہے کہ جو کچھ کہو بجا کہیے

وہ نیشتر سہی پر دلمیں جب اُتر جاوے
نگاہ ناز کو پھر کیوں نہ آشنا کہیے

نہیں ذریعۂ راحت جراحت پیکاں
وہ زخم تیغ ہے جسکو کہ دلکشا کہیے

جو مدعی بنے اُسکے نہ مدعی بنیے
جو ناسزا کہے اُسکو نہ ناسزا کہیے ✗

کہیں حقیقت جانکاہی مرض لکھیے
کہیں مصیبت ناسازی دوا کہیے

کبھی شکایت رنج گراں نشیں کیجے
کہیں حکایت صبر گریز پا کہیے

رہے نہ جان تو قاتل کو خوں بہا دیجے
کٹے زباں تو خنجر کو مرحبا کہیے

نہیں نگار کو الفت نہو نگار تو ہے
روانی روش و مستی ادا کہیے

نہیں بہار کو فرصت نہو بہار تو ہے
طراوت چمن و خوبی ہوا کہیے

سفینہ جبکہ کنارے پہ آ لگا غالب
خدا سے کیا ستم و جور ناخدا کہیے

رونے سے اور عشق میں بیباک ہو گئے
دھوئے گئے ہم اتنے کہ بس پاک ہو گئے

صرف بہائے مے ہوئے آلات میکشی
تھے یہ ہی دو حساب سو یوں پاک ہو گئے

رسوائے دہر گو ہوئے آوارگی سے تم
بارے طبیعتوں کے تو چالاک ہو گئے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

کہتا ہے کون نالۂ بلبل کو بے اثر — پردے میں گل کے لاکھ جگر چاک ہو گئے

پوچھے ہے کیا وجود و عدم اہل شوق کا — آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہو گئے

کرنے گئے تھے اُس سے تغافل کا ہم گلہ — کی ایک ہی نگاہ کہ بس خاک ہو گئے

اس رنگ سے اُٹھائی کل اُس نے اسد کی نعش
دشمن بھی جسکو دیکھ کے غمناک ہو گئے

نشہ ہا شاداب رنگ و ساز ہا مست طرب — شیشۂ مے سرو سبز جوئبار نغمہ ہے

ہمنشیں مت کہہ کہ برہم کر نہ بزم عیش دوست — واں تو میرے نالہ کو بھی اعتبار نغمہ ہے

عرض ناز شوخی دنداں برائے خندہ ہے — دعوئے جمعیت احباب جائے خندہ ہے

ہے عدم میں غنچہ محو عبرت انجام گل — یکجہاں زانو تامل در قفائے خندہ ہے

کلفت افسردگی کو عیش بیتابی حرام — ورنہ دنداں در دل افشردن بنائے خندہ ہے

سوزش باطن کے ہیں احباب منکر ورنہ یاں — دل محیط گریہ و لب آشنائے خندہ ہے

حسن بے پروا خریدار متاع جلوہ ہے — آئینہ زانوئے فکر اختراع جلوہ ہے

تا کجا اے آگہی رنگ تماشا باختن — چشم وا گردیدہ آغوش وداع جلوہ ہے

جب تک دہان زخم نہ پیدا کرے کوئی — مشکل کہ تجھ سے راہ سخن وا کرے کوئی

عالم غبار وحشت مجنوں سے سر بسر — کب تک خیال طرۂ لیلا کرے کوئی

افسردگی نہیں طرب انشائے التفات — ہاں درد بنکے دل میں مگر جا کرے کوئی

رونے سے اے ندیم ملامت نکر مجھے — آخر کبھی تو عقدۂ دل وا کرے کوئی

چاک جگر سے جب رہ پرسش نہ وا ہوئی — کیا فائدہ کہ جیب کو رسوا کرے کوئی

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

لخت جگر سے ہے رگ ہر خار شاخ گل ۔ تا چند باغبانی صحرا کرے کوئی

ناکامی نگاہ ہے برق نظارہ سوز ۔ تو وہ نہیں کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی

ہر سنگ و خشت ہے صدف گوہر شکست ۔ نقصاں نہیں جنوں سے جو سودا کرے کوئی

سر بر ہوئی نہ وعدۂ صبر آزما سے عمر ۔ فرصت کہاں کہ تیری تمنا کرے کوئی

ہے وحشت طبیعت ایجاد یاس خیز ۔ یہ درد وہ نہیں کہ نہ پیدا کرے کوئی

بیکاری جنوں کو ہے سر پیٹنے کا شغل ۔ جب ہاتھ ٹوٹ جائیں تو پھر کیا کرے کوئی

حسن فروغ شمع سخن دور ہے اسد
پہلے دل گداختہ پیدا کرے کوئی

ابن مریم ہوا کرے کوئی ۔ میرے دکھ کی دوا کرے کوئی

شرع و آئین پر مدار سہی ۔ ایسے قاتل کا کیا کرے کوئی

چال جیسے کڑی کمان کا تیر ۔ دل میں ایسے کے جا کرے کوئی

بات پر واں زبان کٹتی ہے ۔ وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

بک رہا ہوں جنوں میں کیا کیا کچھ ۔ کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی

نہ سنو گر برا کہے کوئی ۔ نہ کہو گر برا کرے کوئی

روک لو گر غلط چلے کوئی ۔ بخش دو گر خطا کرے کوئی

کون ہے جو نہیں ہے حاجتمند ۔ کس کی حاجت روا کرے کوئی

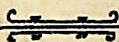
کیا کیا خضر نے سکندر سے ۔ اب کسے رہنما کرے کوئی

جب توقع ہی اٹھ گئی غالب
کیوں کسی کا گلا کرے کوئی

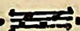
CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

بہت سہی غم گیتی شراب کم کیا ہے — غلام ساقی کوثر ہوں مجھ کو غم کیا ہے
تمہاری طرز و روش جانتے ہیں ہم کیا ہے — رقیب پر ہے اگر لطف تو ستم کیا ہے
سخن میں خامۂ غالب کے آتش افشانی
یقیں ہے ہم کو بھی لیکن اب اس میں دم کیا ہے

باغ پاکر خفقانی یہ ڈراتا ہے مجھے — سایۂ شاخ گل افعی نظر آتا ہے مجھے
جوہر تیغ بسر چشمۂ دیگر معلوم — ہوں میں وہ سبزہ کہ زہراب اگاتا ہے مجھے
مدعا محو تماشائے شکست دل ہے — آئنہ خانہ میں کوئی لیے جاتا ہے مجھے
نالہ سرمایۂ یک عالم و عالم کف خاک — آسماں بیضۂ قمری نظر آتا ہے مجھے
زندگی میں تو وہ محفل سے اٹھا دیتے تھے — دیکھوں اب مر گئے پر کون اٹھاتا ہے مجھے



روندی ہوئی ہے کوکبۂ شہریار کی — اترائے کیوں نہ خاک سر رہگذار کی
جب اس کے دیکھنے کیلئے آئیں بادشاہ — لوگوں میں کیوں نمود نہ ہو لالہ زار کی
بھوکے نہیں ہیں سیر گلستاں کے ہم ولے — کیونکر نہ کھائیے کہ ہوا ہے بہار کی



ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے — بہت نکلے مرے ارمان لیکن پھر بھی کم نکلے
ڈرے کیوں میرا قاتل کیا رہیگا اسکی گردن پر — وہ خوں جو چشم تر سے عمر بھر یوں دمبدم نکلے
نکلنا خلد سے آدم کا سنتے آئے ہیں لیکن — بہت بے آبرو ہوکر ترے کوچے سے ہم نکلے
بھرم کھل جائے ظالم تیری قامت کی درازی کا — اگر اس طرۂ پر پیچ و خم کا پیچ و خم نکلے
مگر لکھوائے کوئی اسکو خط تو ہم سے لکھوائے — ہوئی صبح اور گھر سے کان پر رکھ کر قلم نکلے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

ہوئی اس دور میں منسوب مجھ سے بادہ آشامی — پھر آیا وہ زمانہ جو جہاں میں جام جم نکلے

ہوئی جن سے توقع خستگی کی داد پانے کی — وہ ہم سے بھی زیادہ خستۂ تیغ ستم نکلے

محبت میں نہیں ہے فرق جینے اور مرنے کا — اسی کو دیکھ کر جیتے ہیں جس کافر پہ دم نکلے

کہاں میخانہ کا دروازہ غالب اور کہاں واعظ
پر اتنا جانتے ہیں کل وہ جاتا تھا کہ ہم نکلے

---

کوہ کے ہوں بار خاطر گر صدا ہو جائیے — بے تکلف اے شرار جستہ کیا ہو جائیے

بیضہ آسا ننگ بال و پر ہے یہ کنج قفس — از سر نو زندگی ہو گر رہا ہو جائیے

---

مستی بذوق غفلت ساقی ہلاک ہے — موج شراب یک مژۂ خوابناک ہے

جز زخم تیغ ناز نہیں دل میں آرزو — جیب خیال بھی ترے ہاتھوں سے چاک ہے

جوش جنوں سے کچھ نظر آتا نہیں اسد
صحرا ہماری آنکھ میں یک مشت خاک ہے

لب عیسیٰ کی جنبش کرتی ہے گہوارہ جنبانی — قیامت کشتۂ لعل بتاں کا خواب سنگیں ہے

---

آمد سیلاب طوفان صدائے آب ہے — نقش پا جو کان میں رکھتا ہے انگلی جادہ سے

بزم مے وحشت کدہ ہے کس کی چشم مست کا — شیشے میں نبض پری پنہاں ہے موج بادہ سے

---

ہوں میں بھی تماشائی نیرنگ تمنا — مطلب نہیں کچھ اس سے کہ مطلب ہی بر آوے

---

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

سیاہی جیسے گر جاوے دم تحریر کاغذ پر / مری قسمت میں یوں تصویر ہے شبہائے ہجراں کی

---

ہجوم نالہ حیرت عاجز عرض یک افغاں ہے / خموشی ریشۂ صد نیستاں سے خس بدنداں ہے
تکلف برطرف ہے جانستاں تر لطف بدخویاں / نگاہ بے حجاب ناز تیغ تیز عریاں ہے
ہوئی یہ کثرت غم سے تلف کیفیت شادی / کہ صبح عید مجھ کو بدتر از چاک گریباں ہے
دل و دیں نقد لا ساقی سے گر سودا کیا چاہے / کہ اس بازار میں ساغر متاع دستگرداں ہے
غم آغوش بلا میں پرورش دیتا ہے عاشق کو / چراغ روشن اپنا قلزم صرصر کا مرجاں ہے

---

خموشیوں میں تماشا ادا نکلتی ہے / نگاہ دل سے تری سرمہ سا نکلتی ہے
فشار تنگی خلوت سے بنتی ہے شبنم / صبا جو غنچہ کے پردے میں جا نکلتی ہے
نہ پوچھ سینۂ عاشق سے آب تیغ نگاہ / کہ زخم روزن در سے ہوا نکلتی ہے

---

جس جا نسیم شانہ کش زلف یار ہے / نافہ دماغ آہو دشت تتار ہے
کسکا سراغ جلوہ ہے حیرت کو اے خدا / آئینہ فرش شش جہت انتظار ہے
ہے ذرہ ذرہ تنگی جا سے غبار شوق / گر دام یہ ہے وسعت صحرا شکار ہے
دل مدعی و دیدہ بنا مدعا علیہ / نظارہ کا مقدمہ پھر روبکار ہے
چھڑکے ہے شبنم آئینۂ برگ گل پر آب / اے عندلیب وقت وداع بہار ہے
پیچ آ پڑی ہے وعدۂ دلدار کی مجھے / وہ آئے یا نہ آئے پہ یاں انتظار ہے
بے پردہ سوئے وادی مجنوں گذر نہ کر / ہر ذرہ کے نقاب میں دل بیقرار ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

اے عندلیب یک کف خس بہر آشیاں
طوفان آمد آمد فصل بہار ہے

دل مت گنوا خبر نہ سہی سیر ہی سہی
اے بیدماغ آئینہ تمثال دار ہے

غفلت کفیل عمر و اسد ضامن نشاط
اے مرگ ناگہاں تجھے کیا انتظار ہے

---

آئینہ کیوں نہ دوں کہ تماشا کہیں جسے
ایسا کہاں سے لاؤں کہ تجھسا کہیں جسے

حسرت نے لا رکھا تری بزم خیال میں
گلدستۂ نگاہ سویدا کہیں جسے

پھونکا ہے کسنے گوش محبت میں اے خدا
افسون انتظار تمنا کہیں جسے

سر پر ہجوم درد غریبی سے ڈالیے
وہ ایک مشت خاک کہ صحرا کہیں جسے

ہے چشم تر میں حسرت دیدار سے نہاں
شوق عناں گسیختہ دریا کہیں جسے

درکار ہے شگفتن گلہائے عیش کو
صبح بہار پنبۂ مینا کہیں جسے

غالب برا نہ مان جو واعظ برا کہے
ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے

شبنم بہ گل لالہ نہ خالی ز ادا ہے
داغ دل بیدرد نظر گاہ حیا ہے

دل خوں شدہ کشمکش حسرت دیدار
آئینہ بدست بت بدمست حنا ہے

شعلہ سے نہ ہوتی ہوس شعلہ نے جو کی
جی کسقدر افسردگی دل پہ جلا ہے

تمثال میں تیری ہے وہ شوخی کہ بصد ذوق
آئینہ باندازِ گل آغوش کشا ہے

قمری کف خاکستر و بلبل قفس رنگ
اے نالہ نشان جگر سوختہ کیا ہے

خو نے تری افسردہ کیا وحشت دل کو
معشوقی و بے حوصلگی طرفہ بلا ہے

مجبوری و دعوائے گرفتاری الفت
دست تہ سنگ آمدہ پیمان وفا ہے

معلوم ہوا حال شہیدان گذشتہ
تیغ ستم آئینۂ تصویر نما ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

اے پرتو خورشید جہانتاب ادھر بھی | سایہ کی طرح ہم پہ عجب وقت پڑا ہے
ناکردہ گناہوں کی بھی حسرت کی ملے داد | یارب اگر ان کردہ گناہوں کی سزا ہے
بیگانگی خلق سے بیدل نہ ہو غالب
کوئی نہیں تیرا تو مری جان خدا ہے

منظور تھی یہ شکل تجلی کو نور کی | قسمت کھلی ترے قد و رخ سے ظہور کی
اک خونچکاں کفن میں کروڑوں بناؤ ہیں | پڑتی ہے آنکھ تیرے شہیدوں پہ حور کی
واعظ نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو | کیا بات ہے تمہاری شراب طہور کی
لڑتا ہے مجھ سے حشر میں قاتل کہ کیوں اٹھا | گویا ابھی سنی نہیں آواز صور کی
آمد بہار کی ہے جو بلبل ہے نغمہ سنج | اڑتی سی اک خبر ہے زبانی طیور کی
گو واں نہیں پہ واں کے نکالے ہوئے تو ہیں | کعبہ سے ان بتوں کو بھی نسبت ہے دور کی
کیا فرض ہے کہ سب کو ملے ایک سا جواب | آؤ نہ ہم بھی سیر کریں کوہ طور کی
گرمی سہی کلام میں لیکن نہ اس قدر | کی جس سے بات اس نے شکایت ضرور کی
غالب گر اس سفر میں مجھے ساتھ لے چلیں
حج کا ثواب نذر کروں گا حضور کی

غم کھانے میں بودا دل ناکام بہت ہے | یہ رنج کہ کم ہے مے گلفام بہت ہے
کہتے ہوئے ساقی سے حیا آتی ہے ورنہ | ہے یوں کہ مجھے درد تہ جام بہت ہے
نے تیر کماں میں ہے نہ صیاد کمیں میں | گوشہ میں قفس کے مجھے آرام بہت ہے
کیا زہد کو مانوں کہ نہ ہو گرچہ ریائی | پاداش عمل کی طمع خام بہت ہے
ہیں اہل خرد کس روش خاص پہ نازاں | پابستگی رسم و رہ عام بہت ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

زمزم ہی پہ چھوڑو مجھے کیا طوف حرم سے
آلودہ بہ مے جامۂ احرام بہت ہی

ہے قہر گر اب بھی نہ بنی بات کہ اُن کو
انکار نہیں اور مجھے ابرام بہت ہی

خون ہو کے جگر آنکھ سے ٹپکا نہیں اے مرگ
رہنے دے مجھے یاں کہ ابھی کام بہت ہی

ہوگا کوئی ایسا بھی کہ غالب کو نہ جانے
شاعر تو وہ اچھا ہے پہ بدنام بہت ہی

مدت ہوئی ہی یار کو مہماں کیے ہوئے
جوش قدح سے بزم چراغاں کیے ہوئے

کرتا ہوں جمع پھر جگر لخت لخت کو
عرصہ ہوا ہی دعوت مژگاں کیے ہوئے

پھر وضع احتیاط سے رکنے لگا ہی دم
برسوں ہوئے ہیں چاک گریباں کیے ہوئے

پھر گرم نالہاے شرر بار ہے نفس
مدت ہوئی ہی سیر چراغاں کیے ہوئے

پھر پرسش جراحت دل کو چلا ہی عشق
سامان صد ہزار نمکداں کیے ہوئے

پھر بھر رہا ہی خامۂ مژگاں بخون دل
ساز چمن طرازی داماں کیے ہوئے

باہم دگر ہوئے ہیں دل و دیدہ پھر رقیب
نظارہ و خیال کا ساماں کیے ہوئے

دل پھر طواف کوے ملامت کو جای ہی
پندار کا صنم کدہ ویراں کیے ہوئے

پھر شوق کر رہا ہے خریدار کی طلب
عرض متاع عقل و دل و جاں کیے ہوئے

دوڑے ہی پھر ہر ایک گل و لالہ پر خیال
صد گلستاں نگاہ کا ساماں کیے ہوئے

پھر چاہتا ہوں نامۂ دلدار کھولنا
جاں نذر دلفریبیٔ عنواں کیے ہوئے

مانگے ہی پھر کسی کو لب بام پر ہوس
زلف سیاہ رخ پہ پریشاں کیے ہوئے

چاہے ہی پھر کسی کو مقابل میں آرزو
سرمہ سے تیز دشنۂ مژگاں کیے ہوئے

اک نوبہار ناز کو تاکے ہے پھر نگاہ
چہرہ فروغ مے سے گلستاں کیے ہوئے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

پھر جی میں ہے کہ در پہ کسی کے پڑے رہیں
سر زیر بار منت درباں کیے ہوئے

جی ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن
بیٹھے رہیں تصور جاناں کیے ہوئے

غالب ہمیں نہ چھیڑ کہ پھر جوش اشک سے
بیٹھے ہیں ہم تہیۂ طوفاں کیے ہوئے

نوید امن ہے بیداد دوست جاں کیلئے
رہی نہ طرز ستم کوئی آسماں کیلئے

بلا سے گر مژۂ یار تشنۂ خوں ہے
رکھوں کچھ اپنی بھی مژگان خونفشاں کیلئے

وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں روشناس خلق اے خضر
نہ تم کہ چور بنے عمر جاوداں کیلئے

رہا بلا میں بھی میں مبتلائے آفت رشک
بلائے جاں ہے ادا تیری اک جہاں کیلئے

فلک نہ دور رکھ اس سے مجھے کہ میں ہی نہیں
دراز دستی قاتل کے امتحاں کیلئے

مثال یہ مری کوشش کی ہے کہ مرغ اسیر
کرے قفس میں فراہم خس آشیاں کیلئے

گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری خوشامد سے
اُٹھا اور اُٹھکے قدم میں نے پاسباں کیلئے

بقدر شوق نہیں ظرف تنگنائے غزل
کچھ اور چاہیے وسعت مرے بیاں کیلئے

دیا ہے خلق کو بھی تا اسے نظر نہ لگے
بنا ہے عیش تجمل حسین خاں کیلئے

زباں پہ بار خدایا یہ کس کا نام آیا
کہ میرے نطق نے بوسے مری زباں کیلئے

نصیر دولت و دیں اور معین ملت و ملک
بنا ہے چرخ بریں جسکے آستاں کیلئے

زمانہ عہد میں اسکے ہے محو آرائش
بنیں گے اور ستارے اب آسماں کیلئے

ورق تمام ہوا اور مدح باقی ہے
سفینہ چاہیے اس بحر بیکراں کیلئے

ادائے خاص سے غالب ہوا ہے نکتہ سرا
صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کیلئے

## قصائد

ساز یک ذرہ نہیں فیض چمن سے بیکار
سایۂ لالۂ بیداغ سویدائے بہار

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

مستی باد صبا سے ہے بعرض سبزہ — ریزۂ شیشۂ مے جوہر تیغ کہسار

سبز ہی جام زمرد کی طرح داغ پلنگ — تازہ ہو ریشۂ نارنج صفت روئے شرار

مستی ابر سے گلچین طرب ہی حسرت — کہ اس آغوش میں ممکن ہی دو عالم کا فشار

کوہ و صحرا ہمہ معموری شوق بلبل — راہ خوابیدہ ہوئی خندۂ گل سے بیدار

سونپی ہی فیض ہوا صورت مژگان یتیم — سرنوشت دو جہاں ابر بیک سطر غبار

کاٹ کر پھینکیے ناخن تو باندازِ ہلال — قوت نامیہ اسکو بھی نہ چھوڑے بیکار

کف ہر خاک بگردوں شدہ قمری پرواز — دام ہر کاغذ آتش زدہ طاؤس شکار

میکدہ میں ہو اگر آرزوئے گلچینی — بھول جا یک قدح بادہ بطاق گلزار

موج گل ڈھونڈھ بہ خلوتکدۂ غنچۂ باغ — گم کرے گوشۂ میخانہ میں گر تو دستار

کھینچے گر مانی اندیشہ چمن کی تصویر — سبز مثل خط نوخیز ہو خط پرکار

لعل سے کی ہی پئے زمزمۂ مدحت شاہ — طوطی سبزۂ کہسار نے پیدا منقار

وہ شہنشاہ کہ جس کی پئے تعمیر سرا — چشم جبریل ہوئی قالب خشت دیوار

فلک العرش ہجوم خم دوش مزدور — رشتۂ فیض ازل ساز طناب معمار

سبزۂ نہ چمن و یک خط پشت لب بام — رفعت ہمت صد عارف و یک اوج حصار

واں کی خاشاک سے حاصل ہو جسے یک پر کاہ — وہ رہے مروحۂ بال پری سے بیزار

خاک صحرائے نجف جوہر سیر عرفا — چشم نقش قدم آئینۂ بخت بیدار

ذرہ اس گرد کا خورشید کو آئینۂ ناز — گرد اس دشت کی امید کو احرام بہار

آفرینش کو ہے واں سے طلب مستی ناز — عرض خمیازۂ ایجاد ہی ہر موج غبار

مطلع ثانی

فیض سے تیری ہی اے شمع شبستان بہار — دل پروانہ چراغاں پر بلبل گلزار

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

شکلِ طاؤس کرے آئینہ خانہ پرواز — ذوق میں جلوے کے تیرے بہوائے دیدار
تیری اولاد کے غم سے ہے بروئے گردوں — سلکِ اختر میں مہِ نو مژۂ گوہر بار
ہم عبادت کو ترا نقشِ قدم مہرِ نماز — ہم ریاضت کو ترے حوصلے سے استظہار
مدح میں تیری نہاں زمزمۂ نعتِ نبی — جام سے تیرے عیاں بادۂ جوشِ اسرار
جوہرِ دستِ دعا آئینہ یعنی تاثیر — یک طرف نازشِ مژگاں و دگر سو غمِ خار
مردمک سے ہو عزا خانۂ اقبالِ نگاہ — خاکِ در کی تری جو چشم نہ ہو آئینہ دار
دشمنِ آلِ نبی کو بطرب خانۂ دہر — عرضِ خمیازۂ سیلاب ہو طاقِ دیوار
دیدہ تا دل اسدؔ آئینۂ یک پرتوِ شوق — فیضِ معنی سے خطِ ساغرِ راقم سرشار

## قصیدہ

دہر جز جلوۂ یکتائیِ معشوق نہیں — ہم کہاں ہوتے اگر حسن نہ ہوتا خودبیں
بیدلیہائے تماشا کہ نہ عبرت ہے نہ ذوق — بیکسیہائے تمنا کہ نہ دنیا ہے نہ دیں
ہرزہ ہے نغمۂ زیر و بمِ ہستی و عدم — لغو ہے آئینۂ فرقِ جنون و تمکیں
نقشِ معنی ہمہ خمیازۂ عرضِ صورت — سخنِ حق ہمہ پیمانۂ ذوقِ تحسیں
لافِ دانش غلط و نفعِ عبادت معلوم — دردِ یک ساغرِ غفلت ہے چہ دنیا و چہ دیں
مثلِ مضمونِ وفا باد بدستِ تسلیم — صورتِ نقشِ قدم خاک بفرقِ تمکیں
عشق بے ربطیِ شیرازۂ اجزائے حواس — وصل زنگارِ رخِ آئینۂ حسنِ یقیں
کوہکن گرسنہ مزدورِ طربگاہِ رقیب — بیستوں آئینۂ خوابِ گرانِ شیریں
کسنے دیکھا نفسِ اہلِ وفا آتش خیز — کسنے پایا اثرِ نالۂ دلہائے حزیں
سامعِ زمزمۂ اہلِ جہاں ہوں لیکن — نہ سر و برگِ ستائش نہ دماغِ نفریں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

کسقدر ہرزہ سرا ہوں کہ عیاذاً باللہ
یک قلم خارج آداب وقار و تمکیں

نقش لاحول لکھ اے خامۂ ہزیان تحریر
یا علی عرض کر اے فطرت وسواس قریں

مظہر فیض خدا جان و دل ختم رسل
قبلۂ آل نبی کعبۂ ایجاد یقیں

ہو وہ سرمایۂ ایجاد جہاں گرم خرام
ہر کف خاک ہو واں گردۂ تصویر زمیں

جلوۂ پرداز ہو نقش قدم اسکا جسجا
وہ کف خاک ہو ناموس دو عالم کی امیں

نسبت نام سے اسکی ہی یہ رتبہ کہ رہی
ابداً پشت فلک خم شدۂ ناز زمیں

فیض خلق اسکا ہی شامل ہی کہ ہوتا ہی سدا
بوئے گل سے نفس باد صبا عطر آگیں

برش تیغ کا اسکی ہی جہاں میں چرچا
قطع ہو جائے نہ سر رشتۂ ایجاد کہیں

کفر سوز اسکا وہ جلوہ ہی کہ جس سے ٹوٹے
رنگ عاشق کی طرح رونق بتخانۂ چیں

جاں پناہا دل و جاں فیض رسانا شاہا
وصی ختم رسل تو ہے بفتوائے یقیں

جسم اطہر کو ترے دوش پیمبر منبر
نام نامی کو ترے ناصیہ عرش نگیں

کس سے ممکن ہی تری مدح بغیر از واجب
شعلۂ شمع مگر شمع پہ باندھے آئیں

آستاں پر ہے ترے جوہر آئینہ سنگ
رقم بندگی حضرت جبریل امیں

تیرے در کے لئے اسباب نثار آمادہ
خاکیوں کو جو خدا نے دیے جان و دل و دیں

تیری مدحت کیلئے ہیں دل و جان کام و زباں
تیری تسلیم کو ہیں لوح و قلم دست و جبیں

کس سے ہو سکتی ہی مداحی ممدوح خدا
کس سے ہو سکتی ہی آرائش فردوس بریں

جنس بازار معاصی اسد اللہ اسد
کہ سوا تیرے کوئی اسکا خریدار نہیں

شوخی عرض مطالب میں ہی گستاخ طلب
ہی ترے حوصلۂ فضل پہ ازبسکہ یقیں

دے دعا کو مری وہ مرتبہ حسن قبول
کہ اجابت کہے ہر حرف پہ سو بار آمیں

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

غمِ شبیر سے ہو سینہ یہاں تک لبریز — کہ رہیں خونِ جگر سے مری آنکھیں رنگیں
طبع کو الفتِ دلدل میں یہ سرگرمیٔ شوق — کہ جہاں تک چلے اُس سے قدم اور مجھ سے جبیں
دل الفت نسب و سینۂ توحید فضا — نگہ جلوہ پرست و نفس صدق گزیں
صرف اعدا اثرِ شعلۂ و دودِ دوزخ — وقف احباب گل و سنبل فردوس بریں

## قصیدہ

ہاں مہِ نو سنیں ہم اُس کا نام — جسکو تو جھک کے کر رہا ہے سلام
دو دن آیا ہے تو نظر دمِ صبح — یہی انداز اور یہی اندام
بارے دو دن کہاں رہا غائب — بندہ عاجز ہے گردشِ ایام
اُڑ کے جاتا کہاں کہ تاروں کا — آسماں نے بچھا رکھا تھا دام
مرحبا اے سرورِ خاصِ خواص — حبذا اے نشاطِ عامِ عوام
عذر میں تین دن نہ آنے کے — لے کے آیا ہے عید کا پیغام
اُس کو بھولا نہ چاہیے کہنا — صبح جو جائے اور آئے شام
ایک میں کیا کہ سب نے جان لیا — تیرا آغاز اور ترا انجام
رازِ دل مجھ سے کیوں چھپاتا ہے — مجھ کو سمجھا ہے کیا کہیں نمام
جانتا ہوں کہ آج دنیا میں — ایک ہی ہے امید گاہِ انام
میں نے مانا کہ تو ہے حلقہ بگوش — غالب اُسکا مگر نہیں ہے غلام
جانتا ہوں کہ جانتا ہے تو — تب کہا ہے بطرزِ استفہام
مہرِ تاباں کو ہو تو ہو اے ماہ — قرب ہر روزہ بر سبیلِ دوام
تجھ کو کیا پایہ روشناسی کا — جز بتقریبِ عیدِ ماہِ صیام

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

جانتا ہوں کہ اُسکے فیض سے تو / پھر بنا چاہتا ہے ماہ تمام
ماہ بن ماہتاب بن میں کون / مجھ کو کیا بانٹ دیگا تو انعام
میرا اپنا جُدا معاملہ ہے / اور کے لین دین سے کیا کام
ہے مجھے آرزوے بخشش خاص / گر تجھے ہے امید رحمت عام
جو کہ بخشے گا تجھ کو فرّ فروغ / کیا نہ دے گا مجھے مے گلفام
جبکہ چودہ منازل فلکی / کر چکے قطع تیری تیزی گام
تیرے پرتو سے ہوں فروغ پذیر / کوے و مشکوے و صحن و منظر و بام
دیکھنا میرے ہاتھ میں لبریز / اپنی صورت کا اک بلوریں جام
پھر غزل کی روش پہ چل نکلا / توسن طبع چاہتا تھا لگام

## غزل

زہر غم کر چکا تھا میرا کام / تجھ کو کس نے کہا کہ ہو بدنام
مے ہی پھر کیوں نہ میں پیے جاؤں / غم سے جب ہو گئی ہو زیست حرام
بوسہ کیسا یہی غنیمت ہے / کہ نہ سمجھیں وہ لذت دشنام
کعبہ میں جا بجائیں گے ناقوس / اب تو باندھا ہے دیر میں احرام
اُس قدح کا ہے دور مجھ کو نقد / چرخ نے لی ہے جس سے گردش وام
بوسہ دینے میں اُن کو ہے انکار / دل کے لینے میں جنکو تھا ابرام
چھیڑتا ہوں کہ اُن کو غصہ آئے
کیوں رکھوں ورنہ غالب اپنا نام
کہہ چکا میں تو سب کچھ اب تو کہہ / اے پری چہرہ پیک تیز خرام

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

کون ہے جسکے در پہ ناصیا سا
ہیں مہ و مہر و زہرہ و بہرام

تو نہیں جانتا تو مجھ سے سُن
نام شاہنشہ بلند مقام

قبلۂ چشم و دل بہادر شاہ
مظہر ذوالجلال والاکرام

شہسوار طریقۂ انصاف
نو بہار حدیقۂ اسلام

جسکا ہر فعل صورت اعجاز
جس کا ہر قول معنی الہام

بزم میں میزباں قیصر و جم
رزم میں اوستاد رستم و سام

اے ترا لطف زندگی افزا
اے ترا عہد فرخی فرجام

چشم بد دور خسروانہ شکوہ
لوحش اللہ عارفانہ کلام

جاں نثاروں میں تیرے قیصر روم
جرعہ خواروں میں تیرے مرشد جام

وارث ملک جانتے ہیں تجھے
ایرج و تور و خسرو و بہرام

زور بازو میں مانتے ہیں تجھے
گیو و گودرز و بیژن و رہام

مرحبا موشگافی ناوک
آفریں آبداری صمصام

تیر کو تیرے تیر غیر ہدف
تیغ کو تیری تیغ خصم نیام

رعد کا کر رہی ہے کیا دم بند
برق کو دے رہا ہے کیا الزام

تیرے فیل گراں جسد کی صدا
تیرے رخش سبک عناں کا خرام

فن صورت گری میں تیرا گرز
گر نہ رکھتا ہو دستگاہ تمام

اُسکے مضروب کے سر و تن سے
کیوں نمایاں ہو صورت ادغام

جب ازل میں رقم پذیر ہوئے
صفحہ ہائے لیالی و ایام

اور اُن اوراق میں بہ کلک قضا
مجملاً مندرج ہوئے احکام

لکھدیا شاہدوں کو عاشق کش
لکھدیا عاشقوں کو دشمن کام

آسماں کو کہا گیا کہ کہیں
گنبد تیز گرد نیلی فام

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

حکم ناطق لکھا گیا کہ لکھیں — خال کو دانہ اور زلف کو دام
آتش و آب و باد و خاک نے لی — وضع سوز و نم و رم و آرام
مہر رخشاں کا نام خسرو روز — ماہ تاباں کا اسم شحنۂ شام
تیری توقیع سلطنت کو بھی — دی بدستور صورت ارقام
کاتب حکم نے بموجب حکم — اُس رقم کو دیا طراز دوام
ہے ازل سے روائی آغاز — ہو ابد تک رسائی انجام

## قصیدہ

صبحدم دروازۂ خاور کھلا — مہر عالم تاب کا منظر کھلا
خسرو انجم کے آیا صرف میں — شب کو تھا گنجینۂ گوہر کھلا
وہ بھی تھی اک سیمیا کی سی نمود — صبح کو رازِ مہ و اختر کھلا
ہیں کواکب کچھ نظر آتے ہیں کچھ — دیتے ہیں دھوکا یہ بازیگر کھلا
سطح گردوں پر پڑا تھا رات کو — موتیوں کا ہر طرف زیور کھلا
صبح آیا جانب مشرق نظر — اک نگار آتشیں رخ سر کھلا
تھی نظر بندی کیا جب رد سحر — بادۂ گلرنگ کا ساغر کھلا
لا کے ساقی نے صبوحی کیلیے — رکھ دیا ہے ایک جام زر کھلا
بزم سلطانی ہوئی آراستہ — کعبۂ امن و اماں کا در کھلا
تاج زریں مہر تاباں سے سوا — خسرو آفاق کے منہ پر کھلا
شاہ روشن دل بہادر شہ کہ ہے — راز ہستی اُس پہ سرتاسر کھلا
وہ کہ جس کی صورت تکوین میں — مقصد نہ چرخ و ہفت اختر کھلا
وہ کہ جسکے ناخن تاویل سے — عقدۂ احکام پیغمبر کھلا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

پہلے دارا کا نکل آیا ہے نام
اُس کے سرہنگوں کا جب دفتر کھلا

روشناسوں کی جہاں فہرست ہے
واں لکھا ہے چہرۂ قیصر کھلا

توسنِ شہ میں ہے وہ خوبی کہ جب ق
تھان سے وہ غیرتِ صرصر کھلا

نقشِ پا کی صورتیں وہ دلفریب
تو کہے بتخانۂ آزر کھلا

مجھ پہ فیضِ تربیت سے شاہ کے
منصبِ مہر و مہ و محور کھلا

لاکھ عقدے دل میں تھے لیکن ہر ایک
میری حدِّ وسع سے باہر کھلا

تھا دلِ وابستہ قفلِ بے کلید
کس نے کھولا کب کھلا کیونکر کھلا

باغِ معنی کی دکھاؤں گا بہار
مجھ سے گر شاہِ سخن گستر کھلا

ہو جہاں گرمِ غزل خوانی نفس
لوگ جانیں طبلۂ عنبر کھلا

## غزل

کنج میں بیٹھا رہوں یوں پر کھلا
کاشکے ہوتا قفس کا در کھلا

ہم پکاریں اور کھلے یوں کون جائے
یار کا دروازہ پاویں گر کھلا

ہم کو ہے اس رازداری پر گھمنڈ
دوست کا ہے راز دشمن پر کھلا

واقعی دل پر بھلا لگتا تھا داغ
زخم لیکن داغ سے بہتر کھلا

ہاتھ سے رکھدی کب ابرو نے کماں
کب کمر سے غمزہ کی خنجر کھلا

مفت کا کس کو برا ہے بدرقہ
رہروی میں پردۂ رہبر کھلا

سوزِ دل کا کیا کرے بارانِ اشک
آگ بھڑکی مینھ اگر دم بھر کھلا

نامہ کے ساتھ آگیا پیغامِ مرگ
رہ گیا خط میری چھاتی پر کھلا

دیکھیو غالبؔ سے گر الجھا کوئی
ہے ولی پوشیدہ اور کافر کھلا

پھر ہوا مدحت طرازی کا خیال
پھر مہ و خورشید کا دفتر کھلا

خامہ نے پائی طبیعت سے مدد
بادباں کے اُٹھتے ہی لنگر کھلا

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

مدح سے ممدوح کی دیکھی شکوہ — یاں عرض سے رتبۂ جوہر کھلا
مہر کا نپا چرخ چکر کھا گیا — بادشہ کا رایت لشکر کھلا
بادشہ کا نام لیتا ہے خطیب — اب علوئے پایۂ منبر کھلا
سکۂ شہ کا ہوا ہے روشناس — اب عیار آبروئے زر کھلا
شاہ کے آگے دھرا ہے آئنہ — اب مآل سعی اسکندر کھلا
ملک کے وارث کو دیکھا خلق نے — اب فریب طغرل و سنجر کھلا
ہو سکے کیا مدح ہاں اک نام ہے — دفتر مدح جہاں داور کھلا
فکر اچھی پر ستائش نا تمام — عجز اعجاز ستائش گر کھلا
جانتا ہوں ہے خط لوح ازل — تم پہ اے خاقان نام آور کھلا
تم کرو صاحبقرانی جب تلک — ہے طلسم روز و شب کا در کھلا

## در صفت انبہ

ہاں دل درد مند زمزمہ ساز — کیوں نہ کھولے در خزینۂ راز
خامہ کا صفحہ پر رواں ہونا — شاخ گل کا ہے گلفشاں ہونا
مجھ سے کیا پوچھتا ہے کیا لکھیے — نکتہ ہائے خرد فزا لکھیے
بارے آموں کا کچھ بیاں ہو جائے — خامہ نخل رطب فشاں ہو جائے
آم کا کون مرد میداں ہے — ثمر و شاخ گوئے و چوگاں ہے
تاک کے جی میں کیوں رہے ارماں — آئے یہ گوئے اور یہ میداں
آم کے آگے پیش جاوے خاک — پھوڑتا ہے جلے پھپھولے تاک
نہ چلا جب کسی طرح مقدور — بادۂ ناب بن گیا انگور
یہ بھی ناچار جی کا کھونا ہے — شرم سے پانی پانی ہونا ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

مجھ سے پوچھو تمھیں خبر کیا ہے
آم کے آگے نیشکر کیا ہے

نہ گل اسمیں نہ شاخ و برگ نہ بار
جب خزاں آئے تب ہو اسکی بہار

اور دوڑائیے قیاس کہاں
جان شیریں میں یہ مٹھاس کہاں

جان میں ہوتی گر یہ شیرینی
کوہکن باوجود غمگینی

جان دیتے میں اسکو یکتا جاں
پر وہ یوں سہل دے نہ سکتا جاں

نظر آتا ہے یوں مجھے یہ ثمر
کہ دواخانۂ ازل میں مگر

آتش گل پہ قند کا ہے قوام
شیرہ کے تار کا ہے ریشہ نام

یا یہ ہوگا کہ فرط رافت سے
باغبانوں نے باغ جنت سے

انگبیں کے بحکم رب الناس
بھر کے بھیجے ہیں سر بمہر گلاس

یا لگا کر خضر نے شاخ نبات
مدتوں تک دیا ہے آب حیات

تب ہوا ہے ثمر فشاں یہ نخل
ہم کہاں ورنہ اور کہاں یہ نخل

تھا ترنج زر ایک خسرو پاس
رنگ کا زرد پر کہاں بو باس

آم کو دیکھتا اگر اک بار
پھینک دیتا طلائے دست افشار

رونق کارگاہ برگ و نوا
نازش دودمان آب و ہوا

رہرو راہ خلد کا توشہ
طوبی و سدرہ کا جگر گوشہ

صاحب شاخ و برگ و بار ہے آم
ناز پروردۂ بہار ہے آم

خاص وہ آم جو نہ ارزاں ہو
نو بر نخل باغ سلطاں ہو

وہ کہ ہے والی ولایت عہد
عدل سے اسکے ہے حمایت عہد

فخر دیں عز و شان و جاہ و جلال
زینت طینت و جمال کمال

کار فرمائے دین و دولت و بخت
چہرہ آرائے تاج و مسند و تخت

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

سایہ اُس کا ہما کا سایہ ہے
خلق پر وہ خدا کا سایہ ہے

اے مفیضِ وجود سایہ و نور
جب تلک ہے نمود سایہ و نور

اس خداوندِ بندہ پرور کو
وارثِ گنج و تخت و افسر کو

شاد و دل شاد و شادمان رکھیو
اور غالب پہ مہربان رکھیو

## قطعات

اے شہنشاہِ فلک منظرِ بے مثل و نظیر
اے جہاندارِ کرم شیوۂ بے شبہ و عدیل

پاؤں سے تیرے ملے فرقِ ارادت اورنگ
فرق سے تیرے کرے کسبِ سعادت اکلیل

تیرا اندازِ سخن شانۂ زلفِ الہام
تیری رفتارِ قلم جنبشِ بالِ جبریل

تجھ سے عالم پہ کھلا رابطۂ قربِ کلیم
تجھ سے دنیا میں بچھا مائدۂ بذلِ خلیل

بہ سخن اوج دہ مرتبۂ معنی و لفظ
بہ کرم داغ نہ ناصیۂ قلزم و نیل

تا ترے وقت میں ہو عیش و طرب کی توقیر
تا ترے عہد میں ہو رنج و الم کی تقلیل

ماہ نے چھوڑ دیا ثور سے جانا باہر
زہرہ نے ترک کیا حوت سے کرنا تحویل

تیری دانش مری اصلاحِ مفاسد کی رہین
تیری بخشش مری انجاحِ مقاصد کی کفیل

تیرا اقبالِ ترحم مرے جینے کی نوید
تیرا اندازِ تغافل مرے مرنے کی دلیل

بختِ ناساز نے چاہا کہ نہ دے مجھ کو اماں
چرخِ کجباز نے چاہا کہ کرے مجھ کو ذلیل

پیچھے ڈالی ہے سرِ رشتۂ اوقات میں گانٹھ
پہلے ٹھونکی ہے بنِ ناخنِ تدبیر میں کیل

تپشِ دل نہیں بے رابطۂ خوفِ عظیم
کششِ دم نہیں بے ضابطۂ جرِّ ثقیل

درِ معنی سے مرا صفحہ لقا کی ڈاڑھی
غمِ گیتی سے مرا سینہ عمرو کی زنبیل

فکر میری گہر اندوزِ اشاراتِ کثیر
کلک میری رقم آموزِ عباراتِ قلیل

میرے ابہام پہ ہوتی ہے تصدق توضیح
میرے اجمال سے کرتی ہے تراوش تفصیل

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

نیک ہوتی مری حالت تو نہ دیتا تکلیف
جمع ہوتی مری خاطر تو نہ کرتا تعجیل

قبلۂ کون و مکاں خستہ نوازی میں یہ دیر
کعبۂ امن و اماں عقدہ کشائی میں یہ ڈھیل

---

گئے وہ دن کہ نادانستہ غیروں کی وفاداری
کیا کرتے تھے تم تقریر ہم خاموش رہتے تھے

بس اب بگڑے پہ کیا شرمندگی جانے دو مل جاؤ
قسم لو ہم سے گر یہ بھی کہیں کیوں ہم نہ کہتے تھے

---

کلکتہ کا جو ذکر کیا تو نے ہمنشیں
اک تیر میرے سینے میں مارا کہ ہائے ہائے

وہ سبزہ زار ہائے مطرا کہ ہے غضب
وہ نازنیں بتان خود آرا کہ ہائے ہائے

صبر آزما وہ انکی نگاہیں کہ حف نظر
طاقت ربا وہ انکا اشارا کہ ہائے ہائے

وہ میوہ ہائے تازۂ شیریں کہ واہ واہ
وہ بادہ ہائے ناب گوارا کہ ہائے ہائے

## در مدح ڈلی

ہے جو صاحب کے کف دست پہ یہ چکنی ڈلی
زیب دیتا ہے اسے جسقدر اچھا کہیے

خامہ انگشت بدنداں کہ اسے کیا لکھیے
ناطقہ سر بگریباں کہ اسے کیا کہیے

مہر مکتوب عزیزان گرامی لکھیے
حرز بازوے شگرفان خود آرا کہیے

مسی آلود سر انگشت حسیناں لکھیے
داغ طرف جگر عاشق شیدا کہیے

خاتم دست سلیماں کی مشابہ لکھیے
سر پستان پریزاد سے مانا کہیے

اختر سوختۂ قیس سے نسبت دیجے
خال مشکین رخ دلکش لیلا کہیے

حجر الاسود دیوار حرم کیجے فرض
نافہ آہوے بیابان ختن کا کہیے

وضع میں اسکو اگر سمجھیے قاف تریاق
رنگ میں سبزۂ نوخیز مسیحا کہیے

صومعے میں اسے ٹھہرائیے گر مہر نماز
میکدے میں اسے خشت خم صہبا کہیے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

کیوں اسے قفل درِ گنجِ محبت لکھیے — کیوں اسے نقطۂ پرکارِ تمنا کہیے
کیوں اسے گوہرِ نایاب تصور کیجیے — کیوں اسے مردمکِ دیدۂ عنقا کہیے
کیوں اسے تکمۂ پیراہنِ لیلا لکھیے — کیوں اسے نقشِ پئے ناقۂ سلما کہیے
بندہ پرور کے کفِ دست کو دل کیجیے فرض — اور اس چکنی سپاری کو سویدا کہیے

## قطعہ

نہ پوچھ اسکی حقیقت حضور والا نے — مجھے جو بھیجی ہے بیسن کی روغنی روٹی
نہ کھاتے گیہوں نکلتے نہ خلد سے باہر — جو کھاتے حضرت آدم یہ بیسنی روٹی

## بیانِ مصنف

منظور ہے گزارش احوالِ واقعی — اپنا بیانِ حسنِ طبیعت نہیں مجھے
سو پشت سے ہے پیشۂ آبا سپہ گری — کچھ شاعری ذریعۂ عزت نہیں مجھے
آزادہ رو ہوں اور مرا مسلک ہے صلحِ کل — ہرگز کبھی کسی سے عداوت نہیں مجھے
کیا کم ہے یہ شرف کہ ظفر کا غلام ہوں — مانا کہ جاہ و منصب و ثروت نہیں مجھے
استاد شہ سے ہو مجھے پرخاش کا خیال — یہ تاب یہ مجال یہ طاقت نہیں مجھے
جامِ جہاں نما ہے شہنشاہ کا ضمیر — سوگند اور گواہ کی حاجت نہیں مجھے
میں کون اور ریختہ ہاں اس سے مدعا — جز انبساطِ خاطرِ حضرت نہیں مجھے
سہرا لکھا گیا ز رہِ امتثالِ امر — دیکھا کہ چارہ غیرِ اطاعت نہیں مجھے
مقطع میں آپڑی ہے سخن گسترانہ بات — مقصود اس سے قطعِ محبت نہیں مجھے
روئے سخن کسی کی طرف ہو تو روسیاہ — سودا نہیں جنوں نہیں وحشت نہیں مجھے
قسمت بری سہی پہ طبیعت بری نہیں — ہے شکر کی جگہ کہ شکایت نہیں مجھے
صادق ہوں اپنے قول میں غالبؔ خدا گواہ — کہتا ہوں سچ کہ جھوٹ کی عادت نہیں مجھے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

## سہرا

خوش ہو اے بخت کہ ہے آج ترے سر سہرا ۔ باندھ شہزادہ جواں بخت کے سر پہ سہرا
کیا ہی اس چاند سے مکھڑے پہ بھلا لگتا ہے ۔ ہے ترے حسن دل افروز کا زیور سہرا
سر پہ چڑھنا تجھے پھبتا ہے پر اے طرف کلاہ ۔ مجھ کو ڈر ہے کہ نہ چھینے ترا لمبر سہرا
ناؤ بھر کر ہی پروئے گئے ہونگے موتی ۔ ورنہ کیوں لائے ہیں کشتی میں لگا کر سہرا
سات دریا کے فراہم کئے ہونگے موتی ۔ تب بنا ہوگا اس انداز کا گز بھر سہرا
رخ پہ دولہا کے جو گرمی سے پسینا ٹپکا ۔ ہے رگ ابر گہر بار سراسر سہرا
یہ بھی اک بے ادبی تھی کہ قبا سے بڑھ جائے ۔ رہ گیا آن کے دامن کے برابر سہرا
جی میں اترائیں نہ موتی کہ ہمیں ہیں اک چیز ۔ چاہیے پھولوں کا بھی ایک مکرر سہرا
جبکہ اپنے میں سماویں نہ خوشی کے مارے ۔ گوندھے پھولوں کا بھلا پھر کوئی کیونکر سہرا
رخ روشن کی دمک گوہر غلطاں کی چمک ۔ کیوں نہ دکھلائے فروغ مہ و اختر سہرا
تار ریشم کا نہیں ہے یہ رگ ابر بہار ۔ لائے گا تاب گرانباری گوہر سہرا
ہم سخن فہم ہیں غالب کے طرفدار نہیں ۔ دیکھیں اس سہرے سے کہدے کوئی بہتر سہرا

## مدح

نصرت الملک بہادر مجھے بتلا کہ مجھے ۔ تجھ سے جو اتنی ارادت ہے تو کس بات سے ہے
گرچہ تو وہ ہے کہ ہنگامہ اگر گرم کرے ۔ رونق بزم مہ و مہر تری ذات سے ہے
اور میں وہ ہوں کہ گر جی میں کبھی غور کروں ۔ غیر کیا خود مجھے نفرت مری اوقات سے ہے
خستگی کا ہو بھلا جسکے سبب سے سردست ۔ نسبت اک گونہ مرے دلکو تری بات سے ہے
ہاتھ میں تیری رہے توسن دولت کی عناں ۔ یہ دعا شام و سحر قاضی حاجات سے ہے
تو سکندر ہے مرا فخر ہے ملنا تیرا ۔ گو شرف خضر کی بھی مجھ کو ملاقات سے ہے
اس پہ گذرے نہ گماں ریو و ریا کا زنہار ۔ غالب خاک نشیں اہل خرابات سے ہے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

## متفرقات

ہے چار شنبہ آخر ماہ صفر چلو
رکھدیں چمن میں بھر کے مئے مشکبو کی ناند
جو آئے جام بھر کے پیئے اور ہو کے مست
سبزے کو روندتا پھرے پھولوں کو جائے پھاند
غالب یہ کیا بیاں ہے بجز مدح بادشاہ
بھاتی نہیں ہے اب مجھے کوئی نوشتِ خواند

---

بٹتے ہیں سونے روپے کے چھلے حضور میں
ہے جنکے آگے سیم و زر مہر و ماہ ماند
یوں سمجھئے کہ بیچ سے خالی کیئے ہوئے
لاکھوں ہی آفتاب ہیں اور بیشمار چاند

## مدح شاہ

اے شاہ جہانگیر جہاں بخش جہاندار
ہے غیب سے ہر دم تجھے صد گونہ بشارت
جو عقدۂ دشوار کہ کوشش سے نہ وا ہو
تو وا کرے اُس عقدہ کو سو بھی باشارت
ممکن ہے کرے خضر سکندر سے ترا ذکر
گر لب کو نہ دے چشمۂ حیواں سے طہارت
آصف کو سلیماں کی وزارت سے شرف تھا
ہے فخر سلیماں جو کرے تیری وزارت
ہے نقش مریدی ترا فرمان الٰہی
ہے داغ غلامی ترا توقیع امارت
تو آب سے گر سلب کرے طاقت سیلاں ق
تو آگ سے گر دفع کرے تاب شرارت
ڈھونڈھے نہ ملے موجۂ دریا میں روانی
باقی نہ رہے آتش سوزاں میں حرارت
ہے گرچہ مجھے نکتہ سرائی میں توغل
ہے گرچہ مجھے سحر طرازی میں مہارت
کیونکر نہ کروں مدح کو میں ختم دعا پر
قاصر ہے ستائش میں تری میری عبارت
نوروز ہے آج اور وہ دن ہے کہ ہوئے ہیں
نظارگی صنعت حق اہل بصارت
تجھکو شرف مہر جہانتاب مبارک
غالب کو ترے عتبۂ عالی کی زیارت

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

افطار صوم کی کچھ اگر دستگاہ ہو　قطعہ　اُس شخص کو ضرور ہے روزہ رکھا کرے
جس پاس روزہ کھول کے کھانیکو کچھ نہ ہو　روزہ اگر نہ کھائے تو ناچار کیا کرے

## گذارش مصنف بحضور شاہ

اے شہنشاہ آسمان اورنگ　اے جہاندار آفتاب آثار
تھا میں اک بینوائے گوشہ نشیں　تھا میں اک دردمند سینہ فگار
تم نے مجھ کو جو آبرو بخشی　ہوئی میری وہ گرمی بازار
کہ ہوا مجھ سا ذرۂ ناچیز　روشناس ثوابت و سیّار
گرچہ از روئے ننگ بے ہنری　ہوں خود اپنی نظر میں اتنا خوار
کہ گر اپنے کو میں کہوں خاکی　جانتا ہوں کہ آئے خاک کو عار
شاد ہوں لیکن اپنے جی میں کہ ہوں　بادشہ کا غلام کارگذار
خانہ زاد اور مرید اور مدّاح　تھا ہمیشہ سے یہ عریضہ نگار
بارے نوکر بھی ہو گیا صد شکر　نسبتیں ہو گئیں مشخص چار
نہ کہوں آپ سے تو کس سے کہوں　مدعائے ضروری الاظہار
پیر و مرشد اگرچہ مجھ کو نہیں　ذوق آرایش سر و دستار
کچھ تو جاڑے میں چاہیے آخر　تا نہ دے باد زمہریر آزار
کیوں نہ درکار ہو مجھے پوشش　جسم رکھتا ہوں ہے اگرچہ نزار
کچھ خریدا نہیں ہے اب کی سال　کچھ بنایا نہیں ہے اب کی بار
رات کو آگ اور دن کو دھوپ　بھاڑ میں جائیں ایسے لیل و نہار
آگ تاپے کہاں تلک انساں　دھوپ کھائے کہاں تلک جاندار
دھوپ کی تابش آگ کی گرمی　وقنا ربنا عذاب النار

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

میری تنخواہ جو مقرر ہے — اُس کے ملنے کا ہے عجب ہنجار
رسم ہے مُردے کی چھ ماہی ایک — خلق کا ہے اسی چلن پہ مدار
مجھ کو دیکھو تو ہوں بقید حیات — اور چھ ماہی ہو سال میں دو بار
بسکہ لیتا ہوں ہر مہینے قرض — اور رہتی ہے سود کی تکرار
میری تنخواہ میں تہائی کا — ہو گیا ہے شریک ساہوکار
آج مجھ سا نہیں زمانے میں — شاعر نغز گوئے خوش گفتار
رزم کی داستان گر سنئے — ہے زباں میری تیغ جوہر دار
بزم کا التزام گر کیجے — ہے قلم میرا ابر گوہر بار
ظلم ہے گر نہ دو سخن کی داد — قہر ہے گر کرو نہ مجھ کو پیار
آپ کا بندہ اور پھروں ننگا — آپ کا نوکر اور کھاؤں ادھار
میری تنخواہ کیجیے ماہ بماہ — تا نہ ہو مجھ کو زندگی دشوار
ختم کرتا ہوں اب دعا پہ کلام — شاعری سے نہیں مجھے سروکار
تم سلامت رہو ہزار برس — ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

## قطعات

سیہ گلیم ہوں لازم ہے میرا نام نہ لے — جہاں میں جو کوئی فتح و ظفر کا طالب ہے
ہوا نہ غلبہ میسر کبھی کسی پہ مجھے — کہ جو شریک ہو میرا شریک غالب ہے

---

سہل تھا مسہل ولے یہ سخت مشکل آ پڑی — مجھ پہ کیا گذرے گی اتنے روز حاضر بن ہوئے
تین دن مسہل سے پہلے تین دن مسہل کے بعد — تین مسہل تین تبریدیں یہ سب کے دن ہوئے

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

## قطعۂ تاریخ

خجستہ انجمن طوے میرزا جعفر — کہ جسکے دیکھے سے سب کا ہوا ہی جی محظوظ
ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالب — نہ کیوں ہو مادۂ سال عیسوی محظوظ
۱۸۵۴ع

---

ہوئی جب میرزا جعفر کی شادی — ہوا بزم طرب میں رقص ناہید
کہا غالب سے تاریخ اسکی کیا ہے — تو بولا انشراح جشن جمشید

---

گو ایک بادشاہ کے سب خانہ زاد ہیں — دربار دار لوگ بہم آشنا نہیں
کانوں پہ ہاتھ دھرتے ہیں کرتے ہوئے سلام — اس سے ہے یہ مراد کہ ہم آشنا نہیں

## رباعیات

بعد از اتمام بزم عید اطفال — ایام جوانی رہے ساغر کش حال
آپہونچے ہیں تا سواد اقلیم عدم — اے عمر گذشتہ یک قدم استقبال

---

شب زلف و رخ عرق فشاں کا غم تھا — کیا شرح کروں کہ طرفہ تر عالم تھا
رویا میں ہزار آنکھ سے صبح تلک — ہر قطرۂ اشک دیدۂ پرنم تھا

---

آتشبازی ہے جیسے شغل اطفال — ہے سوز جگر کا بھی اسی طور کا حال
تھا موجد عشق بھی قیامت کوئی — لڑکوں کے لئے گیا ہے کیا کھیل نکال

---

دل تھا کہ جو جان درد تمہید سہی — بیتابی رشک و حسرت دید سہی

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

ہم انجمن فسردن اے تجلی افسوس　　تکرار روا نہیں تو تجدید سہی

---

ہے خلق حسد قماش لڑنے کے لئے　　وحشت کدۂ تلاش لڑنے کیلئے
یعنی ہر بار صورتِ کاغذ باد　　ملتے ہیں بد معاش لڑنے کیلئے

---

دل سخت نژند ہوگیا ہے گویا　　اُس سے گلہ مند ہوگیا ہے گویا
پر یار کے آگے بول سکتے ہی نہیں　　غالبؔ مُنہ بند ہوگیا ہے گویا

---

دُکھ جی کے پسند ہوگیا ہے غالبؔ　　دل رُک رُک کر بند ہوگیا ہے غالبؔ
واللہ کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں　　سونا سوگند ہوگیا ہے غالبؔ

---

مشکل ہے زبس کلام میرا اے دل　　سُن سُن کے اُسے سخنورانِ کامل
آسان کہنے کی کرتے ہیں فرمائش　　گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

---

بھیجی ہے جو مجھ کو شاہ جمجاہ نے دال　　ہے لطف و عنایاتِ شہنشاہ پہ دال
یہ شاہ پسند دال بے بحث و جدال　　ہے دولت و دین و دانش و داد کی دال

---

ہیں شہ میں صفات ذوالجلالی باہم　　آثار جلالی و جمالی باہم
ہوں شاد نہ کیوں سافل و عالی باہم　　ہے اب کی شب قدر و دوالی باہم

---

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

JNANA SIMHASAN JNANA
LIBRARY
Jangamawadi Math, Varanasi
Acc. No. .......7911



حق شہ کی بقا سے خلق کو شاد کرے — تا شاہ شیوع دانش و داد کرے
یہ دی جو گئی ہے رشتۂ عمر میں گانٹھ — ہے صفر کہ افزائش اعداد کرے

---

اس رشتہ میں لاکھ تار ہوں بلکہ سوا — اتنے ہی برس شمار ہوں بلکہ سوا
ہر سیکڑہ کو ایک گرہ فرض کریں — ایسی گرہیں ہزار ہوں بلکہ سوا

---

کہتے ہیں کہ اب وہ مردم آزار نہیں — عشاق کی پرسش سے اسے عار نہیں
جو ہاتھ کہ ظلم سے اٹھایا ہوگا — کیونکر مانوں کہ اسمیں تلوار نہیں

---

ہم گرچہ بنے سلام کرنے والے — کرتے ہیں درنگ کام کرنیوالے
کہتے ہیں کہیں خدا سے اللہ اللہ — وہ آپ ہیں صبح و شام کرنیوالے

---

سامان خور و خواب کہاں سے لاؤں — آرام کے اسباب کہاں سے لاؤں
روزہ مرا ایمان ہے غالب لیکن — خسخانہ و برف آب کہاں سے لاؤں

---

ان سیم کے بیجوں کو کوئی کیا جانے — بھیجے ہیں جو ارمغاں شہ والا نے
گن کر دیویں گے ہم دعائیں سو بار — فیروزہ کی تسبیح کے ہیں یہ دانے

---

باہتمام حاجی حافظ خواجہ قطب الدین احمد مالک مطبع بار سیزدہم
نامی پریس لکھنؤ میں چھپکر ہدیۂ ناظرین ہوا
نومبر سنہ ۱۹۲۰ء

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

## نامی پریس لکھنؤ

سے زائد از اں نرخ پر تمام ہندوستان میں ہر علم و فن کی عمدہ
کتابیں دستیاب نہیں ہو سکتیں، فہرست مفت طلب فرمائیے،
چھپائی کا کام ماہرین فن کی نگرانی میں انجام دیا جاتا ہے

المشتہر

خواجہ قمر الدین احمد منیجر نامی پریس لکھنؤ


CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative

O168,1re1
N.A.

CC-0. Jangamwadi Math Collection, Varanasi. An eGangotri Initiative